نمبر ۱	مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۳۰ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۴ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۹ھ	جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اچھی ہے۔ خطبہ جمعہ ۲۷ جون حضور نے خود پڑھا۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

کئی دن کی سخت گرمی کے بعد آج (۲۹ جون) کسی قدر بارش ہوئی۔

الفضل کی اٹھارہویں جلد کا آغاز

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس پرچہ سے "الفضل" کی اٹھارھویں جلد کا آغاز ہو رہا ہے۔ اور نہایت ہی حوصلہ افزا اور ہمت پرور حالات میں ہو رہا ہے۔ احباب کرام کی ایک عرصہ سے خواہش تھی۔ کہ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور زمانہ کے انقلاب انگیز حالات کے تقاضا سے "الفضل" ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھائے۔ سو الحمد للہ کہ ترقی کی طرف ایک نمایاں قدم بڑھانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ احباب کا مطالبہ "الفضل" کے سال گذشتہ میں اس قدر قوت پکڑ گیا۔ اور اس بارے میں اتنا اصرار بڑھ گیا۔ کہ کارکنان "الفضل" نے باوجود کئی قسم کی مقامی اور انتظامی مشکلات کے اسے پورا کرنے کے لئے کئی صورتیں اختیار کیں۔ اخبار کا خط ممکن حد تک باریک اور گنجان کر کے پہلے کی نسبت ڈیوڑھے مضامین درج کرنے کی کوشش کی گئی۔ پھر اسے ناکافی سمجھتے ہوئے اخبار پہلی قیمت میں ہی ۱۲ کی بجائے ۱۶ صفحہ کا کر دیا گیا۔ لیکن شائقین "الفضل" کی اس سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ ادھر حالات اور ضروریات نے اس قدر اہمیت اختیار کر لی۔ کہ یک لخت اخبار کو ہفتہ میں دو بار کی بجائے چار بار کرنا پڑا۔ اگرچہ یہ انتظام عارضی طور پر کیا گیا۔ اور مستقل اخبار کے علاوہ ہفتہ میں دو بار صرف چو صفحہ ضمیمے شائع کئے گئے۔ لیکن اس سے جماعت میں اخبار کو مستقل طور پر پورے حجم کے ساتھ تین بار کرنے کا احساس اور زیادہ بڑھ گیا۔ ادھر کارکنوں کی بے بضاعتی اور دیگر مشکلات بدستور تھیں۔ لیکن جب یہ معاملہ اس دربار میں پیش ہوا۔ جہاں نہ صرف جماعت کے اہم سے اہم معاملات پل بھر میں طے ہوتے ہیں۔ بلکہ دنیا کے بڑے بڑے مسائل کے متعلق بھی نہایت ہی صحیح اور درست مشورے نافذ ہوتے ہیں۔ یعنی دربار خلافت۔ تو حضور نے فرمایا۔

اخبار تین بار کر دیا جائے۔ اس سے یقین ہو گیا۔ کہ اخبار کو تین بار کر دینے کا وقت آ گیا ہے۔ اور جس قدر مشکلات درپیش ہیں۔ وہ یقیناً حضور کی توجہ اور شفقت سے دور ہو جائیں گی ٭

چنانچہ حضور کے ارشاد کے بعد بغیر کسی توقف کے۔ بغیر اس بات کا خیال کئے کہ پہلے سے ڈیڑھ گنا کام کس طرح سرانجام دیا جائیگا۔ اور بغیر نئی جلد کے شروع ہونے کا انتظار کئے۔ جس میں تھوڑا ہی عرصہ باقی تھا۔ اخبار تین بار کر دیا گیا۔ اور الحمد للہ کہ اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں احباب کرام نے بیحد پسندیدگی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اور فی اخبار میں ایک بڑا انقلاب محسوس کر رہے ہیں۔

اب جبکہ اخبار کی نئی جلد شروع ہو رہی ہے۔ کارکنان "الفضل" بھی اپنے دلوں میں کام کرنے کے لئے نئے ولولے اور نیا جوش پاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے جہاں احباب کرام سے اخبار کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور مفید بنانے کے لئے امداد کی استدعا کرتے ہیں۔ وہاں خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعاؤں کے بھی محتاج ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ احباب ان دونوں باتوں کو خاص طور پر پیش نظر رکھ کر شکریہ کا موقعہ دیں گے ٭

مقدمہ بلوہ کا فیصلہ

مسٹر پوپ کے مقدمہ بلوہ میں جناب دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور نے ۲۰ مئی چار اصحاب کو بری کرتے ہوئے بقیہ تین اصحاب مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل۔ میاں وزیر محمد صاحب اور سید احمد طالب علم مدرسہ احمدیہ پر زیر دفعہ ۱۴۷ و ۳۲۳ چارج لگایا تھا۔ ۲۶ جون گواہان صفائی پیش ہوئے۔ ۲۸ جون آخری بحث سننے کے بعد عدالت نے دفعہ ۱۴۷ و ۳۲۳ کو اڑا دیا۔ اور زیر دفعہ ۳۳۴ تعزیرات ہند جس کا مطلب یہ ہے کہ سخت اور ناگہانی اشتعال میں کسی کو ضرر پہنچے۔ فی کس ۱۵ روپے جرمانہ کیا۔ جو داخل کر دیا گیا۔ اس کے متعلق اپیل کی جائے گی۔ مفصل رشیدار اگلے پرچہ میں درج کی جائے گی ٭

قاضی محمد علی صاحب کا مقدمہ

قاضی محمد علی صاحب کے مقدمہ کی تاریخ پیشی ۲۵ جون مقرر تھی۔ مگر بغیر کسی کارروائی کے ۲۶ جون پر ملتوی ہوا۔ ۲۶ جون گواہ مستری عبدالکریم چونکہ زیر دفعہ $\frac{۱۵۲}{۲۹۲}$ تعزیرات ہند بطور ملزم جناب دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں بمقام گورداسپور پیش تھا۔ لہذا سماعت مقدمہ کے لئے ۱۱۔۱۲ جولائی تاریخ مقرر ہوئی ٭

مقدمہ بلوہ بٹالہ

شیخ عبدالرشید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بٹالہ کے مقدمہ کی تاریخ پیشی بھی ۲۵ جون مقرر تھی۔ مگر وکیل ملزمان کی درخواست پر بحث کے لئے ۲۶ جون پر ملتوی ہوا۔ جناب پنڈت چاند نرائن صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ نے اس تاریخ بمقام گورداسپور بحث سنی۔ جس میں سرکار کی طرف سے سردار بھگت سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل پولیس۔ اور ملزمین کی طرف سے لالہ سنت رام صاحب وکیل گورداسپور معہ دو اور وکلا پیش ہوئے ٭ عدالت نے دو ملزمان کو کافی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے ڈسچارج کر دیا۔ اور باقی چودہ ملزمین کے خلاف زیر دفعات $\frac{۱۴۸}{۱۴۷}$ تعزیرات ہند فرد جرم لگایا ٭

نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے حقوق

کا

انگریزی ترجمہ

"نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے حقوق" کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو کتاب شائع ہو چکی ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ عمدہ ٹائپ اور اچھے کاغذ پر چھپ کر شائع ہو گیا ہے لیکن بہت تھوڑی جلدیں قابل فروخت ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ایک روپیہ ہے۔ خواہشمند اصحاب حسب ذیل پتہ سے بذریعہ وی۔ پی منگا سکتے ہیں ٭

سیکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن۔ ۱۵ پرنسپ روڈ۔ کلکتہ۔

ایک احمدی خاتون کی تعلیمی ترقی

یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ شیخ محمد حسین صاحب احمدی پوسٹ ماسٹر گورداسپور کی لڑکی افتخار اختر صاحبہ نے اس سال پرائیویٹ طور پر ایف۔ اے کے امتحان میں شامل ہو کر کامیابی حاصل کی ہے۔ مبارک ہو۔

وی۔ پی آتے ہیں

جیسا کہ پہلے اطلاع دی جا چکی ہے۔ جولائی کے عشرہ اول کا کوئی ایک اخبار خریداران الفضل کو وی۔ پی ہو گا ٭

چندہ دس روپے سالانہ کے حساب سے وصول کیا جائیگا جون کے مہینے کے سہ ایک اخبار تین بار ہونیکے شامل کئے جائینگے علاوہ ازیں جن اصحاب سے تا حال ضمیمہ کے دام وصول نہیں ہوئے۔ وہ بھی اس وی پی میں شامل ہونگے ٭ مینجر "الفضل"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خدمت میں چند حروف

میں اعتقاداً احمدی نہیں ہوں۔ مگر انصاف تقاضا کرتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خدمت میں چند حروف عرض کروں جماعت احمدیہ کی طرف سے مقررہ الفاظ میں مولوی صاحب سے مطالبہ حلف اور ان کی طرف سے ٹال مٹول کی مختلف راہوں کا اختیار کرنا عرصہ دراز سے ناظرین اخبار الفضل و اہلحدیث وغیرہم کے مطالعہ سے گزر رہا ہے۔ مگر اب تک فیصلہ کی کوئی صورت ظہور میں نہ آسکی۔ حالانکہ اگر مولوی صاحب جماعت احمدیہ کے مقررکردہ الفاظ میں حلف اٹھا لیں تو امید ہے جھگڑا ختم ہو جائے۔ اور فریقین کو اخبارات کے صفحات سیاہ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ بلکہ نتیجہ کا انتظار ہو۔ جس کا ظہور لازمی طور پر لاکھوں آدمیوں کی ہدایت کا باعث ہو گا۔ کیونکہ اگر مولوی صاحب حلف اٹھانے کے بعد سلامت رہے۔ تو یقیناً ان کا وجود احمدیت کے تار و پود کو ڈھیلا کر کے لاکھوں احمدیوں کی ہدایت کا باعث ہو گا۔ بصورت دیگر اگر مولوی صاحب وعید میں آ گئے۔ تو پھر بھی کئی آدمی ہدایت پا کر احمدیت میں داخل ہو جائیں گے ٭

مولوی صاحب اب ضعیف العمر ہیں۔ دنیا کی لذات سے کافی طور پر بہرہ اندوز ہو چکے ہیں۔ ایک نہ ایک دن مرنا بھی ضروری ہے۔ میرے خیال میں مولوی صاحب تو کسی طرح بھی خسارہ میں نہ رہیں گے۔ کیا عجب ہے۔ کہ مولوی صاحب کی یہی قربانی (یعنی لوگوں کی ہدایت کی خاطر دیدہ دانستہ موت کا تلخ پیالہ نوش کرنا) اللہ تعالیٰ کے حضور قبول ہو کر ان کی نجات کا باعث ہو جائے ٭

چوہدری غلام محمد حنفی سٹیشن ماسٹر ریلوے سٹیشن کاظمین متصل بغداد عراق

مسز ہدایت صادق

صاحب ہوم سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر $\frac{۱۷۶۱۱}{H.}$ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء میں مسز ہدایت صادق صاحبہ (سابق مس چارلٹ ولیری بڈ) کو اطلاع دی ہے۔ کہ ایک برطانوی ہندی (مفتی محمد صادق صاحب) سے شادی کرنے سے انہیں (مسز ہدایت صادق کو) حقوق برطانوی ہندی قومیت اور رعیت کے حاصل ہو گئے ہیں۔ اور اس بارے میں کچھ مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ٭

درخواست ہائے دعا

عطا محمد صاحب احمدی ٹیلر شاپ رانی کھیت اپنی مشکلات دور ہونیکے لئے۔ بابو فتح محمد صاحب کراچی اپنی اکلوتی بچی کی صحت کے لئے۔ چوہدری رحیم بخش صاحب شیخوپورہ اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱ | قادیان دارالامان مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

"قادیانی مبلّغین" اور کانگرس کا پراپیگنڈا

اتحاد اور تنظیم میں کامیابی کا راز

موجودہ ملکی شورش کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ اپنے امام علیہ السلام کی ہدایات کے ماتحت قیام امن کے لئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالکر اور تکالیف کا سامنا کر کے جو کوشش کر رہی ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کو کانگرس کی دستبرد سے بچانے۔ اور انہیں کانگرس کی تحریک قانون شکنی سے محفوظ رکھنے کے لئے جس جدوجہد سے کام لے رہی ہے۔ اس کے مؤثر اور کامیاب ہونے کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ غیر مبایعین جو ہمارے متعلق بغض و عداوت کینہ اور دشمنی میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ بھی اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان کا "واحد اردو آرگن" "پیغام صلح" (۲۳ جون) لکھتا ہے:۔

"آج کل کانگرس والوں کو جہاں گورنمنٹ سے مقابلہ ہے۔ وہاں قادیانیوں کا سامنا بھی ہے۔ اور بیچارے سخت مشکل میں آئے ہیں۔ ۔۔۔۔۔۔۔ گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگرس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں۔ وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہاتے جا رہے ہیں۔ غرض گورنمنٹ کی سختیوں اور قادیانیوں کی بوالعجبیوں نے کانگرس والوں کا تو ان دنوں یہ حال کر رکھا ہے۔ ؎

غم صیاد و فکر باغباں ہے
دو عملی میں ہمارا آشیاں ہے"

اگرچہ "پیغام صلح" نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ اسی عداوت اور دشمنی کے تقاضا سے لکھا ہے۔ جس سے مجبور ہو کر وہ جماعت احمدیہ قادیان پر نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ اور جس میں ان دنوں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس سے اس کی غرض صرف یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو جو قانون شکنی کر رہے۔ اور گورنمنٹ کو الٹ کر سیاہ سفید کے خود مالک بننے کے لئے ہر اس چیز کو تشدد اور جبر سے ہٹا رہے ہیں۔ جو ان کے رستہ میں حائل ہو۔ جماعت احمدیہ کے خلاف اور زیادہ اشتعال دلایا جائے۔ اور ان کی خلاف قانون حرکات کا رخ زیادہ تیزی کے ساتھ "قادیانیوں" کی طرف پھیر دیا جائے۔ تاہم یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سخت مشکلات میں گھرے ہوئے۔ اور قلیل التعداد ہونے کے باوجود "گاؤں گاؤں گھوم پھر کر قادیانی مبلغین کانگرس کے پروپیگنڈے کو بے اثر بنا رہے ہیں"۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ کانگرس مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے میں ہماری وجہ سے ناکام ہو رہی ہے۔ اور مسلمان "قادیانی مبلغین" کے بیانات سے اس خطرہ کو بخوبی محسوس کر رہے ہیں۔ جو کانگرس کی تحریک قانون شکنی میں شامل ہونے سے لاحق ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس سے علیحدہ رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہر قسم کی شورش اور بدامنی پھیلانے میں حصہ لینے سے بھی محترز ہیں۔ کیونکہ انہیں "قادیانی مبلغین" کی طرف سے "وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں"۔

"پیغام صلح" نے اگرچہ بے حد شرارت سے کام لیتے ہوئے یہ مضمون لکھا ہے۔ اور جہاں تک اس کا تعلق قانون شکن لوگوں سے ہے۔ اس کا یقیناً یہی اثر ہوگا۔ کہ ہماری جماعت کے خلاف مخالفت کا طوفان اور زیادہ جوش میں آئیگا۔ قیام امن کے متعلق ہماری مشکلات میں اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ ہماری جماعت کے افراد کو اور زیادہ تکالیف کا نشانہ بنایا جائیگا۔ لیکن اس سے سمجھدار مسلمان ایک بہت بڑا سبق بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ کانگرس کی سی وسیع الاثر اور طاقت ور جمعیۃ کے ایجیٹیشن کو معدودے چند "قادیانی مبلغین" کے بے اثر بنانے کا راز اس تنظیم میں مضمر ہے۔ جو جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہے۔ اور اگر تمام مسلمان اپنے منتشرہ اور متحدہ مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک سلک میں منسلک ہو جائیں۔ اور اپنی جدوجہد ایک انتظام کے ماتحت لے آئیں۔ تو نہ صرف کانگرس بلکہ حکومت بھی ہاتھ جوڑ کر ان کے حقوق ان کے حوالے کر دے۔ اور کسی کو ان سے بے اعتنائی برتنے ان کے حقوق غصب کرنے یا انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بطور آلہ استعمال کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اس قسم کے اتحاد کی اس وقت بے حد ضرورت ہے جبکہ ہندوستان کی آئندہ قسمت کا فیصلہ ہونے کے ساتھ مسلمانوں کی سیاسی اور ملکی زندگی کا بھی فیصلہ ہونیوالا ہے ٭

مولوی ثناء اللہ کی غلط بیانی

وہ مولوی ثناء اللہ جو مذہب کے بارے میں یہ فتویٰ دے چکے ہوں۔ کہ جھوٹ بولنے والا بھی متقی ہو سکتا ہے۔ وہ خود اگر سیاسی معاملات میں غلط بیانی اور دروغ گوئی سے کام لیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن حال میں انہوں نے اپنے "ملکی مطلع" میں جو ان کی سیاست دانی اور معاملات ملکی پر رائے زنی کی مضحکہ خیز جولانگاہ ہے۔ اس قدر صریح کذب بیانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ جسے دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے موجودہ معاملات ہند کے متعلق وائسرائے کو جو مکتوب ارسال فرمایا۔ اور جو متعدد اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"خلیفہ مذکور نے وائسرائے کو ایک خط میں بڑا مخلصانہ مشورہ دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنے وفاداران کو یکجا بٹھا کر کانفرنس کرے۔ جس سے ان کا بھی ملک میں اثر ہو۔ (مفہوم)"

مولوی صاحب نے جو مفہوم پیش کیا ہے۔ یہ سراسر ان کی دروغگوئی ہے۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ اگر اس مفہوم کے الفاظ حضرت امام جماعت احمدیہ کے مکتوب بنام وائسرائے ہند میں موجود تھے۔ تو انہیں پیش کرتے۔ اور ان پر اپنے اعتراض کی بنا رکھتے۔ لیکن اگر وہ یہ نہیں کر سکتے تھے۔ تو کم از کم اپنے الفاظ میں مفہوم ہی درست پیش کرتے۔ مگر انہوں نے یہ بھی نہیں کیا۔ بلکہ دروغگوئی کی عادت سے مجبور ہو کر خواہ مخواہ ایک غلط مفہوم حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

مولوی صاحب میں اگر شرم و حیا کا کچھ احساس باقی ہے۔ تو وہ بتائیں۔ انہوں نے جو مفہوم پیش کیا ہے۔ وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے کن الفاظ سے اخذ کیا ہے۔ آپ نے ملکی حالات کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو اہل ملک کی کانفرنس منعقد کرنے کا مشورہ دیا۔ اور گورنمنٹ اس کے متعلق مناسب تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ چنانچہ حال میں پارلیمنٹ میں ایک سوال کا

جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے اس طرف اشارہ کیا۔ ... انسان خیال کرسکتا ہے۔ کہ ملک میں قیام امن کے لئے یہ ایک ... ضروری تجویز ہے۔ اسی لئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے وائسرائے کو اس کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ نہ کہ اپنا اثر قائم کرنے کے لئے ٭

مسلمان اور کانگرس کی موجودہ تحریک

مولوی ثناء اللہ صاحب کی سیاست دانی کی تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ مسلمانان ہند کانگرس کی موجودہ تحریک کو اپنے لئے سخت نقصان رساں اور تباہ کن قرار دیتے ہوئے قریبًا ہر جگہ جلسے منعقد کرکے اس سے علیحدگی کا اعلان کرچکے ہیں۔ مسلمان اخبارات کا بیشتر حصہ مسلمانوں کی کانگرس میں شمولیت کو سخت مضر قرار دیتا ہوا۔ اس سے علیحدگی کا اظہار کر رہا ہے۔ ہر فرقہ اور ہر عقیدہ کے علماء کی کثرت کانگرس میں شمولیت کے سخت خلاف ہے۔ حتیٰ کہ بعض نے اسے بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ عملی طور پر مسلمان کانگرس کی سرگرمیوں میں شریک نہیں ہیں۔ اور ان کی یہ علیحدگی اس قدر بین اور واضح ہے۔ کہ وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ کہ "انتہائی کوشش کے باوجود کانگرسی اس وقت تک مسلمانان ہند کو من حیث القوم اپنے ساتھ شامل نہیں کرسکے۔ ان کے رہنماؤں نے اس تحریک میں ہندوؤں کے ساتھ شمولیت کرنے سے انکار کر دیا ہے"۔

لیکن مولوی ثناء اللہ اس صاف اور واضح حقیقت کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے بعض اسلامی اخبار خدا جانے کس بناء پر کہتے ہیں۔ کہ "مسلمان من حیث القوم کانگرس سے جدا ہیں" معلوم نہیں من حیث القوم کے معنی ان کے نزدیک کیا ہیں۔ واقعات سے چشم پوشی نہیں ہوسکتی۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کانگرس کے کاموں میں مسلمان برابر کے شریک ہیں"۔

اگر مسلمانان ہند کی سات کروڑ آبادی میں سے کچھ لوگ کانگرس کے دھوکہ میں آکر اس سے ذاتی فوائد حاصل کرکے۔ حتیٰ کہ اس سے مقررہ تنخواہ پاکر یا گورنمنٹ سے کسی نہ کسی وجہ سے عداوت اور کینہ رکھنے کے باعث کانگرس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں۔ یا اس کے کاموں میں برابر کے شریک ہوں۔ تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہ سکتا۔ کہ مسلمان من حیث القوم کانگرس میں شریک ہیں لیکن مولوی صاحب اسی قسم کے لوگوں کو دیکھکر اور اپنے آپ کو بھی فراموش کرکے یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان من حیث القوم کانگرس میں شریک ہیں۔

مولوی ثناء اللہ اور کانگرس

کیا مولوی ثناء اللہ بتا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے خود کانگرس کے کام میں کہاں تک شرکت کی۔ کس مقام پر قانون نمک کی نافرمانی میں شریک ہوئے۔ کہاں انہوں نے ولایتی کپڑے اور شراب کی دوکانوں پر پہرہ دیا۔ کتنا عرصہ کانگرس کے حکم کی تعمیل میں اپنا اخبار بند رکھا۔ کس قدر کانگرس کے لئے والنٹیر بھرتی کئے۔ کب سے کھدر پہننا شروع کیا۔ غرض کانگرس کے احکام میں سے کس کس حکم کی اس وقت تک تعمیل کی۔ اور کس قدر اس کے لئے کام لیا۔

اگر مولوی صاحب اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں تو انہیں معلوم ہوجائے۔ کہ انہوں نے خود بھی باوجود خواہش رکھنے کے کانگرس کے کام میں کوئی شرکت نہیں کی۔ جس کی وجہ بزدلی کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے اور نہ ان لوگوں نے کانگرس کے لئے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہے جن کے وہ سردار کہلاتے ہیں۔ اور جب خود ان کی یہ حالت ہے۔ تو وہ کس طرح کہ رہے ہیں کہ مسلمان بحیثیت قوم کانگرس کے کام میں شریک ہیں۔ مولوی صاحب کو یہ دعویٰ کرنے سے قبل کم از کم خود تو کانگرس کی جنگ میں شریک ہوجانا چاہیئے تھا۔ اور اگر پہلے نہیں۔ تو اب ہی شریک ہوجائیں۔ قانون شکنی کرکے دکھائیں۔ تا معلوم ہو۔ کہ وہ کانگرس کے کاموں میں شریک ہیں۔ یوں گھر میں بیٹھکر کانگرس کی حمایت کرنا لیکن اس کے کسی حکم کی ذرہ بھی پرواہ نہ کرنا۔ اور نہ اس کے کاموں میں حصہ لینا۔ حد درجہ کی بزدلی اور کم ہمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

بمبئی میں پولیس کی بے احتیاطی

بمبئی میں ایک گورے سارجنٹ کی سگ نوازی کے نتیجہ میں جو ہنگامہ ہوا تھا۔ اور جس میں مسلمانوں کے بہت بڑے مجمع پر پولیس نے گولی چلائی تھی۔ اس کے متعلق سٹی کارونر کی جیوری نے تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ دیا ہے۔ کہ پانچ اشخاص کی موت پولیس کی گولیاں چلانے کے باعث واقع ہوئی۔ جو ایسا کرنے میں حق بجانب نہ تھی۔ جیوری نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ابتداء میں مجمع مشتعل نہ تھا۔

اس سے اس بات کی مزید تصدیق ہوگئی۔ کہ بھنڈی بازار کے فساد میں پولیس نے سخت بے احتیاطی سے کام لیا۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر حملہ کرکے بات کو بڑھا دیا۔ اعلیٰ حکام کو چاہیئے۔ کہ پولیس کو اس بارے میں سخت سرزنش کریں۔ اور جو بے قصور مسلمان اس حادثہ میں مارے گئے۔ ان کے ورثاء کو اور جو زخمی ہوئے۔ انہیں کافی معاوضہ دیا جائے ٭

سائمن کمیشن نے مسلمانوں کو کچھ نہیں دیا

معلوم ہوتا ہے۔ سائمن کمیشن نے حکومت کا فیڈرل سسٹم اور مسلمانوں کی جداگانہ نیابت کی تجویز پیش کرنے کے بعد سمجھ لیا۔ اب مسلمانوں کے کسی اور حق کی کوئی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں حالانکہ کسی صوبہ میں بھی مسلمانوں کی نیابت اکثریت میں نہ رہنے کی وجہ سے نہ تو فیڈرل سسٹم مسلمانوں کو کوئی فائدہ دے سکتا ہے اور نہ جداگانہ انتخاب۔ اس وجہ سے کہا جاسکتا ہے۔ کہ سائمن کمیشن نے مسلمانوں کے ساتھ شدید ناانصافی کی۔ اور ان کے حقوق کو قطعًا نظر انداز کر دیا ہے۔

کمیشن کی یہ ناانصافی اس درجہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ کہ ہندو جو نہ صرف خود مسلمانوں کا خون چوستے اور ان کے حقوق غصب کرنے میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ اس بات کے لئے بھی انتہائی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ مسلمانوں کا کوئی حق انہیں نہ دے۔ وہ بھی مسلمانوں کے متعلق سفارشات بالکل فضول بتا رہے ہیں۔ اور یہاں تک لکھ رہے ہیں۔ کہ کمیشن نے مسلمانوں کو کچھ نہیں دیا۔ قریبًا تمام ہندو اخبارات یہی کہ رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۶ جون) "سائمن کمیشن نے مسلمانوں کو کیا دیا" کے عنوان سے ایک طویل مضمون میں لکھتا ہے۔

"مسلمانوں کو بھی کچھ نہیں دیا گیا۔ ٹوڈی مسلمانوں نے سمجھا تھا۔ کہ اگر نہرو کمیٹی ان کے کچکول کو بھر نہیں سکتی۔ تو سائمن کمیٹی تو ضرور بھر دیگی۔ لیکن انہیں یہ بات بھول گئی۔ کہ مانگنے سے موت بھی نہیں ملا کرتی"۔

جب مسلمانوں کے متعلق کمیشن کی سفارشات کی نسبت ہندوؤں کی یہ رائے ہو۔ تو بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ کمیشن نے مسلمانوں کو کچھ نہیں دیا۔ اور یہ شدید بے انصافی اس وقت کی گئی ہے۔ جبکہ گورنمنٹ پر نازک گھڑی آئی ہوئی ہے۔ اور مسلمان ہر طرح اس کی مدد کر رہے ہیں۔ اب یہ حکومت کا فرض ہے۔ کہ سائمن رپورٹ کی ناانصافیوں کا ازالہ کرے ٭

مظلوم مسلمانوں کی کس مپرسی

کئی مقامات پر مسلمان آج کل ہندوؤں کے ہاتھوں کئی قسم کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔ ان کے گھر بار لوٹ لئے گئے۔ ان کے مکانات جلا دیئے گئے۔ ان کی جانیں لی گئیں۔ غرضیکہ ہر رنگ میں انہوں نے نقصان اٹھائے اور اٹھا رہے ہیں۔ لیکن کانگرسی ہندوؤں کو ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اور پرواہ ہو بھی کیوں؟ جبکہ ہندو صرف مسلمانوں کو کانگرس کا حلقہ بگوش بنانے اور اس کے احکام کی تعمیل کرانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں جہاں کسی ہندو کو کانٹا بھی چبھتا ہے۔ ساری ہندو دنیا میں شور برپا ہوجاتا ہے۔ اور ہر طرف سے امداد اور تائید ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ ڈھاکہ کے ہندوؤں کے لئے بنگال ہندو سبھا کلکتہ نے اپیل کیا ہے۔ ہندو اخبارات اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور عام ہندو بکثرت روپیہ بھیج رہے ہیں ٭

افسوس کہ مسلمان اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد سے قطعًا غافل ہیں ٭

انگریزی گورنمنٹ کی اطاعت سے غیر مبایعین کا انکار

غیر مُبایعین کا اولی الامر کون ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے غیر مبایعین کی بغاوت

غیر مبایعین کھُل کھیلے

غیر مبایعین جو اپنے آرگن "پیغام صلح" میں کچھ دنوں سے دبی آواز میں کانگریس کی حمایت اور قانون شکنی کی تائید کر رہے تھے۔ اب کھل کھیلے ہیں۔ چنانچہ "پیغام صلح" نے "اولی الامر منکم" پر کانگریسیوں و قادیانیوں کا جھگڑا "طے کرنے کے لئے خود ساختہ جج بن کر وہ سب سے بڑا حربہ چلا دیا ہے۔ جو گورنمنٹ کے خلاف اور گورنمنٹ کو الٹنے والوں کی حمایت میں اس کے پاس تھا۔

غیر مبایعین کانگریس کی حمایت میں

"پیغام" نے ہم پر یہ جرم عائد کیا ہے۔ کہ "وعظوں اور لیکچروں کے ذریعہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا سبق دیا جارہا ہے۔ اور اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہائے جا رہے ہیں" اس کے مقابلہ میں "کانگریسیوں" کا جو دعویٰ پیش کیا ہے رد یہ ہے۔

اولی الامر کوئی مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔ انگریز نہیں۔ لفظ منکم کسی غیر مسلم کو برداشت نہیں کر سکتا"

اور بالآخر اپنا یہ فیصلہ صادر کیا ہے۔

"ہمیں ان کانگریسی علماء سے حرف بحرف اتفاق رہا"

البتہ اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔

"جو لوگ ایک ہندو گاندھی کو اپنا اولی الامر بنا بیٹھے ہوں۔ اور اس کی اطاعت میں ماریں کھانا جیل جانا وغیرہ بطیب خاطر قبول کرتے ہوں۔ وہ کس منہ سے لفظ منکم کا وعظ سنا سنا کر قادیانیوں کو ملامت کرتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی جواباً یہ کہدے۔ تو یقیناً وہ حق بجانب ہوگا۔ کہ

میں اپنی چشم شوق کو الزام خاک دوں
تیری نگاہ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں۔

ایک کا اولی الامر انگریز ہے۔ تو دوسرے کا ہندو مگر حیرت ہے کہ لفظ منکم کی تفسیر کرتے دونوں کی زبانیں نہ خشک ہوتی ہیں نہ رکتی ہیں۔ اور دونوں اپنے آپ کو سچا بھی کہتے ہیں"

انگریز کے اولی الامر ہونے سے انکار

"پیغام" کے مندرجہ بالا اقتباسات سے جو حرف بحرف نقل کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ غیر مبایعین قطعی طور پر یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ "اولی الامر کوئی مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔ انگریز نہیں" اور اس وجہ سے ان کے نزدیک کسی مسلمان کو موجودہ حکومت کی قطعاً اطاعت نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ انگریز کی حکومت ہے مسلمان کی نہیں۔ اور اسے الٹنے کے لئے جو کچھ کیا جائے۔ اس میں مسلمانوں کو پوری طرح شریک ہونا چاہئے۔ ہاں کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں۔ کہ گاندھی جی کی اطاعت کرے۔ کیونکہ وہ ہندو ہیں اور ہندو بھی اولی الامر نہیں ہوسکتا۔

غیر مبایعین کا اولی الامر کون ہے

چونکہ غیر مبایعین کو حق ہے۔ کہ اپنے لئے جو چاہیں۔ فیصلہ کریں۔ اور اس کی تائید میں کسی آیت کی جو تفسیر چاہیں۔ گھڑ لیں۔ علاوہ ازیں موجودہ حکومت کی اطاعت سے انکار اور اسے الٹنے کے لئے تیار ہونا۔ ان سے اور گورنمنٹ سے تعلق رکھنے والا فعل ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم یہ پوچھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جب کانگریسی مسلمانوں نے یہ کہکر موجودہ حکومت کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ کہ "اولی الامر کوئی مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔ انگریز نہیں"۔ تو انہیں سوائے گاندھی جی کے کوئی اولی الامر نہ ملا۔ لیکن جب آپ لوگ کانگریسیوں کے اس بیان سے "حرف بحرف اتفاق" رکھتے کے کہ "انگریز اولی الامر نہیں"، اور "لفظ منکم کسی غیر مسلم کو برداشت نہیں کرسکتا"۔ گاندھی جی کے اولی الامر ہونے سے بھی انکار کر رہے ہیں۔ تو اتنا تو فرما دیجئے۔ کہ آپ لوگ خود بھی کسے اولی الامر مانتے۔ اور کس کی حکومت کے ماتحت اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کونسے اولی الامر کی اطاعت کی ہدایت دیتے ہیں۔

کیا مولوی محمد علی صاحب اولی الامر ہیں؟

کیا آپ لوگ اپنے "حضرت امیر" مولوی محمد علی صاحب کو اولی الامر قرار دیتے۔ اور انگریزوں کی بجائے ان کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے انہی کو اولی الامر بتاتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے۔ تو ذرا کھل کر کہئے۔ اور دل کی بات اشاروں میں نہیں بلکہ واضح طور پر بتائیے۔ کیونکہ اشاروں میں سمجھنے والے کم لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرح حکومت قائم کرنے اور اولی الامر بننے کے لئے مدت مدید درکار ہوگی۔ اور ممکن ہے۔ یہ حسرت دل میں ہی رہ جائے۔ پس جلد سے جلد واضح اعلان کر دیا جائے۔ کہ انگریز کی حکومت کو جواب دینے کے بعد غیر مبایعین نے اپنے لئے کونسا حکمران تجویز کیا ہے۔ اور اولی الامر منکم کے ماتحت ملکی اور سیاسی معاملات میں کس کی اطاعت کرتے ہیں۔

اولی الامر کے متعلق مسیح موعودؑ کی تشریح

اگرچہ دنیاوی اولی الامر کی اطاعت سے انکار کرنے اور اس سے بغاوت اختیار کرنے والوں کے لئے روحانی اولی الامر کی اطاعت کا جوا اتار پھینکنا کوئی مشکل امر نہیں۔ کیونکہ اس کی ظاہری طاقت اور قوت کسی قسم کے ڈر اور خوف کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن غیر مبایعین چونکہ ابھی تک اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے۔ آپ کے علم اور معرفت کے حقیقی وارث بنتے۔ اور آپ کی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کے دعوے رکھتے ہیں۔ اس لئے اولی الامر کے متعلق آپ کی تشریحات پیش کی جاتی ہیں۔ تا واضح ہو جائے۔ کہ ان لوگوں نے دنیوی حکومت کے ساتھ دینی حکومت سے بھی بغاوت اختیار کر لی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

"اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہیں۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو۔ اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہوسکے وہ ہم میں سے ہے۔ اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے۔ کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔ اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں"

اسی سلسلہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے"

(ضرورت الامام صفحہ ۲۳)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔ "قرآن میں حکم ہے۔ اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اب اولی الامر کی اطاعت کا صاف حکم ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ گورنمنٹ منکم میں داخل نہیں۔ تو یہ اس کی صریح غلطی ہے۔ گورنمنٹ جو بات شریعت کے موافق کرتی ہے۔ وہ منکم میں داخل ہے۔ جو ہماری مخالفت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں داخل ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اور اس کی باتیں مان لینی چاہئیں"

غیر مبائعین حضرت مسیح موعود کے خلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا سطور کی کوئی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اولی الامر منکم کا مطلب بالکل واضح کر دیا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ غیر مبائعین صریح طور پر اس کا انکار کر رہے ہیں۔ پیغام کو شکایت ہے۔ کہ ہم اولی الامر منکم کی تفسیر کے دریا بہا رہے ہیں۔ ہماری اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ ہمارے بہائے ہوئے دریا میں سے اگر "پیغام" اور اس کے تمام ارکان ایک قطرہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور تعلیمات کے خلاف بتا سکیں۔ تو ہم اس کی اصلاح کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن براہ مہربانی وہ ہمیں صرف اتنا بتا دیں۔ کہ ان کا یہ عقیدہ کہ اولی الامر کوئی مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ انگریز نہیں اور "لفظ منکم کسی غیر مسلم کو برداشت نہیں کر سکتا" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ بالا بیانات کے خلاف ہے۔ یا نہیں۔ اگر خلاف ہے۔ اور یقیناً خلاف ہے۔ تو کیا یہ کہنا درست نہیں۔ کہ غیر مبائعین نے موجودہ گورنمنٹ کی اطاعت کا انکار کرتے ہوئے اس کے خلاف جو علم بغاوت بلند کیا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی کھلی کھلی بغاوت ہے:

غیر مبائعین سے التماس

۱۲ جون ۱۹۳۰ء میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللّٰہ سے کتاب تذکرۃ الکرام کی اشاعت کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام پرانے دوستوں کا ذکر ضرور آ جانا چاہیئے۔ آپ نے بہت سے پرانے اصحاب کے نام لئے جنمیں سے بعض وفات پا چکے ہیں۔ اور بعض زندہ ہیں۔ مگر اب تک خلافت ثانیہ میں شامل نہیں ہوئے۔ لہٰذا ایسے تمام اصحاب سے التماس ہے۔ کہ وہ اپنے حالات لکھ کر پتہ ذیل پر مجھے بھیج دیں۔ حالات مدلل اور مختصر ہوں۔ وفات یافتہ صحابہ کے حالات ان کے پسماندگان و متعلقین لکھکر بھیجدیں۔

(خاکسار محمد فضل مؤلف مجموعہ قادیان احمدیہ وغیرہ ڈاکخانہ چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان ضلع [illegible])

بنگال مُسلم پراونشل کانفرنس

مسلمانانِ بنگال کے حقوق کے متعلق قرادادیں

بنگال مسلم پراونشل کانفرنس ۷ جون ۱۹۳۰ء بمقام فریدپور زیر صدارت آنریبل خان بہادر مولوی عبد الکریم صاحب ممبر کونسل آف سٹیٹ منعقد ہوئی۔ مجلس استقبالیہ کے صدر خان بہادر مولوی علیم الزمان چودھری ایم۔ ایل۔ سی اور سکرٹری مولوی تمیز الدین احمد خان ایم۔ ایل۔ سی تھے۔ حاضرین میں چوہدری حاجی اسمٰعیل صاحب ایم۔ ایل۔ اے آف باریسال۔ مولانا پیر بادشاہ میاں آف باریسال۔ مسٹر نورالحق چوہدری ایم۔ اے۔ بی ایل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کلکتہ۔ مسٹر حمید الحق ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کلکتہ۔ خان بہادر مولوی عزیز الحق بی۔ ایل پبلک پراسیکیوٹر ندیا۔ مولوی شمس الدین احمد ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ وکیل (کانگریسی) بھی تھے۔ اس کے علاوہ قریباً چار ہزار مختلف اضلاع کے ڈیلیگیٹ اور وزیٹر موجود تھے۔ دو ہزار والنٹیروں کی ایک کور "فوج اسلام" کے نام سے بنائی گئی۔ کانفرنس کا پنڈال ایک وسیع میدان میں تیار کیا گیا۔ مہمانوں کے آرام و آسائش کے لئے تمام ضروری انتظامات کئے گئے۔ حسب ذیل ریزولیوشنز اتفاق آرا سے پاس کئے گئے۔

(۱) یہ کانفرنس ڈھاکہ اور دیگر مقامات کے فسادات کی مذمت کرتی ہے۔ اور ہندو مسلمانوں سے درخواست کرتی ہے۔ کہ امن و امان سے رہیں۔

(۲) یہ کانفرنس موجودہ تحریک سول نافرمانی کے خلاف ہے اور اسے ملک کے بہترین مفاد کے لئے مضر یقین کرتی ہے اور مسلمانان بنگال کو اس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیتی ہے

(۳) یہ کانفرنس مسلمانان بنگال کو ڈسٹرکٹ مسلم انجمنیں اور "فوج اسلام" کے نام سے ہر گاؤں میں والنٹیر کور قائم کرنے کا مشورہ دیتی ہے۔

(۴) یہ کانفرنس قرار دیتی ہے۔ کہ ایک بنگال پراونشل مسلم انجمن قائم کی جائے۔ جس کے صدر سر عبد الرحیم اور سکرٹری مسٹر نورالحق چودھری ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ایڈووکیٹ ہائیکورٹ کلکتہ ہوں۔ (اس سلسلہ میں ایک زبردست پراونشل ایگزیکٹو کمیٹی اور تمام اضلاع کے نمائندگان کی ایک کونسل قائم کی گئی)

(۵) یہ کانفرنس اعلےٰ ملازمتوں میں مسلمانوں کی حق تلفی کی طرف جو گذشتہ کئی سال سے فرقہ وارانہ فسادات کا باعث بنی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کو متوجہ کرتی ہے۔ اور متنبہ کرتی ہے۔ کہ اگر اعلےٰ پبلک سروسز میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے حصہ نہ دیا گیا۔ تو فرقہ وارانہ کشیدگی اور گورنمنٹ سے بیزاری کے جذبات روز افزوں ہوتے جائیں گے۔

(۶) ریزولیوشن نمبر ۵ سے مراد دراصل وہ مطالبات ہیں۔ جو آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی میں مسلمانوں کی طرف سے پیش کئے گئے تھے۔

(۷) اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے قیام سے گورنمنٹ کا منشاء مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی تعلیم کو ترقی دینا تھا۔ یہ کانفرنس گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہے۔ کہ اس یونیورسٹی میں مسلم وائس چانسلر مقرر کیا جائے۔

(۸) یہ کہ سر عبد الرحیم اور مسٹر اے۔ کے فضل الحق کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کا موقعہ دیا جائے۔ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا جو اجلاس وسط جولائی میں بمقام شملہ منعقد ہونے والا ہے۔ اس میں شامل ہونے کے لئے بیس ڈیلیگیٹ منتخب کئے گئے۔ ریزولیوشن نمبر ۲ کی تائید کے لئے مسٹر دولت احمد خان صاحب بی۔ ایل لیڈر احمدی منتخب ہوئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ سول نافرمانی کی تحریک سے ملک میں عام بد امنی اور بغاوت پھیل گئی ہے۔ اور انسانی جانوں اور جائدادوں کا نقصان کثیر ہوا ہے۔ ہم بھی آزادی چاہتے ہیں۔ اور وطن کے خیر خواہ ہیں۔ بلکہ حب الوطنی ہمارے ایمان کا جز قرار دی گئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا موجودہ تحریک سول نافرمانی سے ایسی آزادی حاصل ہو سکے گی۔ جس سے مسلمان بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے لیڈر۔ جیسے مسٹر جناح اور سر شفیع وغیرہ اسے ناممکن سمجھتے ہیں۔ اگر ہندوستان کو تصفیہ حقوق کے بغیر ہی سوراج مل گیا۔ تو مسلمانوں کا یہاں وہی حشر ہوگا۔ جو ان کے بھائیوں کا سپین میں ہوا۔ یا بولشویکوں کی حکومت کے ماتحت روس میں ہو رہا ہے۔ تقریر بہت پسند کی گئی۔ (نامہ نگار)

آئندہ نظام حکومت ہند کے متعلق سائمن کمیشن کی سفارشات

سفارشات کمیشن کا ضروری خلاصہ

موقت نظام کی خرابیاں

کمیشن لکھتا ہے۔ شاید بعض لوگ خیال کریں۔ کہ ہم جس آئینی پیش قدمی کی تجویز کر رہے ہیں۔ وہ تدبر اور دور اندیشی سے مطابقت نہیں کھاتی۔ لیکن ہم اپنے مجوزہ نظام کو اس امید پر پیش کر رہے ہیں۔ کہ گہری نظر ڈالنے سے اُسے مستحق تائید و تصدیق سمجھا جائیگا۔ ہمارا پہلا اصول یہ ہے۔ کہ نئے نظام کی وضع و ہیئت ایسی ہو۔ کہ یہ خود بخود ارتقا پذیر رہے۔ ہماری قطعی رائے ہے۔ کہ خاص خاص وقفوں کے بعد تحقیق و تفتیش احوال کا طریقہ آئین و دستور پر عمل پیرائی کو سخت نقصان پہنچاتا ہے نیز ہندوستان کی سیاسی زندگی کے لئے مضر ہے۔

مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ میں دس سال کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ یہ سکیم ایک عارضی چیز سمجھی گئی۔ اور معلوم ہے کہ مقررہ وقت کے اندر دستور پر عمل پیرائی کا طریقہ لازماً بعض خاص برائیاں پیدا کر دیتا ہے۔ ہر شخص کا دل مستقبل پر جما ہوا تھا۔ ہر قوم اور ہر جماعت یہ سوچ رہی تھی۔ کہ دس سال کے بعد آنے والے دستور میں اس کی حیثیت کیا ہوگی۔ اس وجہ سے جماعتی کشمکش اور جماعتی رقابت بڑھ گئی۔ ہر جماعت نے اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اور تمام گروہ فرقہ وار لائنوں پر مستحکم ہونے لگے۔ تمام جماعتیں اس غرض کے لئے مجتمع ہونے لگیں کہ آیندہ آئینی پیش قدمی کے حصول کی بہترین تدبیر کیا ہوگی۔ غرض ۱۹۱۹ء کی اصلاحات میں حقیقی مطمح نظر کی طرف مستقل پیشقدمی کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ لہذا اس لحاظ سے یہ اصلاحات وہ چیز پیدا کرنے میں قاصر رہیں۔ جو ایسی اصلاحات کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے ہماری غرض یہ ہے۔ کہ جس حد تک ممکن ہو۔ ایسا اصلاحی نظام پیش کریں۔ جس پر خاص مدت کے بعد نظر ثانی کی ضرورت نہ رہے بلکہ اس میں ایسے پہلو موجود ہوں۔ کہ یہ خود بخود ترقی پاتا رہے۔

صوبوں کے احوال کا اختلاف

صوبوں کو ترقی کے اعتبار سے درجہ وار کھڑے کرنا سیاسی حیثیت سے بالکل غیر ممکن ہے۔ اور نہ یہ طریق مناسب ہے۔ ہر صوبہ سمجھ رہا ہے۔ کہ وہ ہر اس ترقی کا مستحق ہے۔ جو کسی دوسرے صوبہ کے لئے تجویز ہوگی۔ لہذا مختلف صوبوں کے نظام ہائے حکومت میں تفریق درست نہ ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ایک ایسا نظام مدون کرنے کی ضرورت ہے۔ جس میں مختلف صوبوں کے لئے مختلف مدارج کی حکومتیں تجویز کرنے کے بجائے اصل نظام میں ایسی لچک پیدا کر دی جائے۔ کہ یہ نظام ہر صوبہ کے خاص وقت کے خاص حالات سے پوری مطابقت کھاتا رہے۔

برطانوی ہند اور دیسی ریاستیں،

کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ ۲۰ اگست سنہ ۱۹۱۷ء کو برطانی پالیسی کے جس مطمح نظر کا اعلان کیا گیا تھا۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے یہ اصول سامنے آتا ہے۔ کہ اب برطانی ہند کے متعلق جس آئینی تغیر کی سفارش کی جائے گی۔ اس میں ہندوستان کی اس ارتقائی حالت کو ضرور مدنظر رکھا جائے گا۔ جبکہ سارا ہندوستان بحیثیت مجموعی برطانیہ کی جمہوریت اقوام میں شریک ہوگا۔ (ہندوستان بہ شمول ریاست ہائے ہند نہ کہ محض برطانوی ہند) اگر ہندوستان دنیا کی ایک قوم بننا چاہتا ہے۔ تو آخری آئینی سکیم میں لازماً سارا ہندوستان شامل سمجھا جائیگا۔ ہندوستان کے داخلی امن کی پہلی شرط یہ ہے۔ کہ اس کے دونوں حصوں یعنی برطانوی ہند اور ریاست ہائے ہند میں کامل موافقت ہو۔ جغرافیائی اور سیاسی اتحاد کے ساتھ اقتصادی اتحاد بھی ہو۔ اقتصادی محرکات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ کہ برطانوی ہند اور ریاستیں الگ الگ نہیں ہو سکتیں۔ ہندوستان کے یہ دو ٹکڑے اگر ترقی کریں گے۔ تو اکٹھے کرینگے اور اگر نیچے گرینگے۔ تو اکٹھے گرینگے۔

فیڈرل نظام حکومت

قومیت ہند کو نہ تو برطانوی ہند کے حکمران نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اور نہ دیسی ریاستوں کے حکمران پس پشت ڈال سکتے ہیں۔ قومی تحریک کی تہ میں جو جذبہ کار فرما ہے۔ اس کا موثر مظاہرہ فیڈرل نظام حکومت ہی میں ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ہندوستانی پالیسی کے آخری نشو و ارتقا کا انداز و اسلوب ایسا ہو۔ کہ یہ سارے ہندوستان کے مسائل پر حاوی ہو سکے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ دیسی حکمرانوں کو برطانوی ہند کے ساتھ زیادہ گہرے تعلقات پیدا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ نئے دستور میں اس قسم کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ کہ والیان ریاست جب مناسب سمجھیں معقول شرائط پر برطانوی ہند کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ کمشنر سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اس امر کے متعلق دیسی حکمرانوں کے خیالات معلوم نہیں کر سکے۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اس پر مجوزہ گول میز کانفرنس میں بحث ہو۔

فیڈرل نظام کیوں ضروری ہے

لیکن ہماری رائے میں پیش نظر مقصد کے جلد حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے نظام حکومت کو فیڈرل لائنوں پر از سر نو مرتب کیا جائے۔ تاکہ جب کبھی کوئی ریاست یا مختلف ریاستیں چاہیں۔ اسمیں داخل ہو سکیں۔ برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض کے علاوہ بھی فیڈرل نظام حکومت کے حق میں اہم دلائل موجود ہیں۔ ہندوستان تدریجاً مطلق العنانی سے جمہوریت کی طرف آ رہا ہے۔ یہ سمجھنا نامناسب ہے۔ کہ جو نظام حکومت ساڑھے چار کروڑ انگریزوں کیلئے موزوں ہے۔ وہ ان پچیس کروڑ ہندوستانیوں کو بھی مطمئن کر سکتا ہے۔ جو ایک وسیع ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جو تقریباً پانچ لاکھ دیہات میں رہتے ہیں۔

خود اختیاری حکومتوں کے حلقے،

خود اختیاری حکومت اسی حالت میں معقول صورت اختیار کر سکتی ہے۔ کہ تمام متعلقہ امور کو مدنظر رکھتے ہوئے موزوں رقبہ کے سیاسی حلقے بنائے جائیں۔ برطانیہ میں نمایندہ جمہوریت کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ نمایندے منتخب کرنیوالوں میں اور نمایندوں میں گہرے تعلقات کے وسائل موجود ہیں۔ جب تک یہ چیز حاصل نہ ہو حقیقی نمایندگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ صوبجاتی خود اختیاری حکومت کا مطالبہ اگرچہ صوبوں کی بیداری سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس کے اور اسباب بھی ہیں مثلاً مرکزی حکومت بہت فاصلہ پر واقع ہے۔ نیز موجودہ اصلاحی نظام میں صوبوں کی کونسلوں کو چونکہ مرکزی مجلس وضع قوانین سے زیادہ اختیارات دیئے گئے تھے۔ اسلئے یہ مطالبہ اور بھی قوی ہو گیا ہے کہ صوبوں کو اندرونی طور پر کاملاً آزاد کر دیا جائے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض اقلیتیں مقامی اکثریتوں سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتی ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہم کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ موجودہ صوبے خود اختیاری حکومت کے لئے زیادہ موزوں حلقے نہیں ہیں۔ تاہم انکی حدود میں رد و بدل کی سفارش نہیں کی جا سکتی۔ البتہ برما کا ہندوستان سے کوئی تعلق نہیں۔ لہذا اس تعلق کو توڑ دیا جائے جس کے قیام کے لئے اشتراک مفاد کی کوئی بنا موجود نہیں ہے۔

صوبجاتی آزادی

کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ کے مصنفین ہندوستان کے نظام حکومت کو فیڈرل لائنوں پر لانے کے خیال میں نہ تھے بلکہ وہ نئے نظام کی ترتیب سے بیشتر پرانے نظام کو محو کرنا چاہتے تھے ہم ان کے شروع کئے ہوئے کام کو تکمیل پر پہنچانے کے علاوہ چاہتے ہیں۔ کہ فیڈریشن کے عام اصول جاری کر دیں۔ ہم جس سکیم کی سفارش کر رہے ہیں۔ اس کے رو سے تقسیم اختیارات کا عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے عام فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ

سے زیادہ صوبجاتی خود اختیاری حکومت کا انتظام ہو جائیگا۔ اس طرح صوبے ایک ایسی خود مختار زندگی سے روشناس ہو جائینگے جو فیڈرل نظام کی بنیاد و اساس بن سکے گی۔ اور اسکی روح رواں ہوگی۔

مرکزی حکومت کے نظام کا سوال

کمشنر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ کہ نمایندگی کے اصول کی توسیع کے بغیر صوبجاتی خود اختیاری حکومت کی سفارش مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس توسیع کے بغیر آبادی کے اہم حصے صوبوں کے معاملات میں رائے دینے سے محروم رہ سکتے ہیں۔ ہم نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے۔ کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے اصول صوبوں میں رائج کر دیئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسا بندوبست کر دیا جائے۔ کہ کوئی اکثریت اقلیتوں کے حقوق پر ضرب نہ لگا سکے۔

لیکن ہماری رائے میں برطانی پارلیمنٹ کا نظام ہندوستان کی مرکزی حکومت کے لئے نمونہ کا نظام نہیں بن سکتا۔ جن ہندوستانیوں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ کسی روز دہلی کی مجلس وضع قوانین برطانوی پارلیمنٹ کی حیثیت اختیار کریگی۔ وہ غلطی پر تھے۔ ہندوستان کی حکومت کو کسی اور نمونہ کی تلاش کرنی چاہیئے۔ بہترین نظام فیڈریشن کا ہی جس میں ہندوستانی ریاستیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ بہتر یہی کہ صوبوں کو اندرونی طور پر خود اختیاری حکومت دیدیجائے۔ اور ان صوبوں اور ریاستوں سے تدریجاً ایک مرکزی فیڈرل نظام وجود پذیر ہو جائے۔ اسی بناء پر کمشنر کہتے ہیں۔ کہ اسوقت مرکزی حکومت کے لئے کوئی مفصل نظام تیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ ایسے نظام حکومت کی ترتیب اس کے اجزائے ترکیبی کے عمل ارتقا پر موقوف ہے۔

دوران ارتقا کی حکومت

کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ دوران ارتقا میں ہندوستان کے لئے اچھی حکومت کا قیام ضروری ہے۔ یہ اصول کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو کہ اچھی حکومت خود اختیاری حکومت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی صحیح ہے۔ کہ حکومت کے بجائے انارکی کو عمل دخل کا موقع نہیں دیا جا سکتا۔ حفاظت ہند کا مسئلہ سب سے اہم ہی۔ جہاں بیرونی خطرہ ہندوستان کے پُر امن نشو و ارتقا کیلئے موجب تشویش ہے۔ وہاں اندرونی فسادات کا خطرہ کچھ کم موجب تشویش نہیں۔ ہندوستان ابر خانہ جنگی سے پاک رہنے کے دور بہت کم آئے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی زندگیاں اچھی حکومت پر موقوف ہیں۔ جہاں ہم یہ سفارش کرنے کے لئے طیار ہیں۔ کہ خود اختیاری حکومت کی طرف معقول پیشقدمی کی ضرورت ہی۔ اور ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کی شکل یہی ہے۔ کہ ذمہ داری دیجائے۔ وہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ ہم کسی ایسے تجربہ کے لئے بہت گراں قیمت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اعلےٰ حاکموں کے اختیارات

گورنروں کو یا گورنر جنرل کو کافی اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ ہم پوری خود اختیاری حکومت دیدینا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی خطرہ پیش آ جائے۔ اور یہ حکومت چل نہ سکے۔ تو ضروری ہوگا۔ کہ کوئی دوسری ہیئت حاکمہ بلا مزاحمت حالات کے سنبھالنے کے موقع پر ابھر رہی ہے۔ ہندوستان اقلیتوں کا وطن ہے۔ اور یہاں کے قلیل التعداد یا کمزور عناصر کو محفوظ رکھنے کا عملی ذریعہ یہی ہے۔ کہ گورنر جنرل کو اور صوبوں کے گورنروں کو خاص اختیارات حاصل رہیں۔ مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ کی مصنفوں کی رائے یہ تھی۔ کہ صوبوں میں مرکز کے بجائے زیادہ سرعت کے ساتھ ترقی کر جانے کے امکانات موجود ہیں۔ یہ تحقیق آج بھی صحیح ہے۔

علیحدگی سندھ کا مسئلہ

صوبوں کی از سر نو تقسیم کے سلسلے میں سندھ اور اڑیا زبان بولنے والے لوگوں کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ سندھ کے متعلق کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ اہل سندھ نسل اور جغرافیہ کے اعتبار سے باقی احاطہ بمبئی سے کلیتہً الگ ہیں۔ ہمیں علیحدگی سندھ کے مطالبے سے بڑی ہمدردی ہے۔ لیکن اس مطالبے کے خلاف بعض اہم انتظامی اعتراضات موجود ہیں۔ جب تک سکھر کے بند کا مستقبل یقینی طور پر معلوم نہ ہو جائے۔ اسوقت تک سندھ کو بمبئی کی اعانت سے محروم کرنا مناسب نہیں ہی۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ سندھ کی علیحدگی پر فی الفور غور ہونا چاہیئے۔ تو ضروری ہی۔ کہ مالی نتائج کے متعلق مفصل تحقیقات کر لی جائے۔ جیسا کہ ہم اپنی رپورٹ کی پہلی جلد میں ظاہر کر چکے ہیں۔ نظم و نسق کے رو سے اس صوبے کی خاص اور جداگانہ حیثیت مسلم مانی جا چکی ہے۔ اگر مناسب ہو۔ تو سندھ کے معاملات کیلئے وضع قوانین کے اعتبار سے بھی خاص انتظامات کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً برار کی قانون ساز کمیٹی کے نمونے کی ایک کمیٹی بنائی جا سکتی ہی جس میں مجلس مقننہ بمبئی کے تمام سندھی ارکان شریک ہوں۔ یہ کمیٹی جن جن قوانین کی منظوری ضروری قرار دیگی۔ وہ مجلس مقننہ بمبئی ہی میں منظور ہونگے۔ لیکن کمیٹی مقامی نظم و نسق کو بہتر بنانے کا کام انجام دے سکتی ہے۔ نیز مقامی آراء کو منظم و موثر بنا سکتی ہے۔ کمشنر یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ نئے نظام حکومت کے ابتدائی مراحل ہی میں صوبوں کے حدود میں رد و بدل کر لینا چاہیئے۔ حکومت ہند کو چاہیئے۔ کہ وہ حدود کے متعلق ایک کمیشن مقرر کر دے۔ جو تمام ضروری معاملات کی تحقیق کرے۔

تغیرات کے متعلق اختلاف آراء

صوبوں کی حکومتوں میں آئینی تبدیلیوں کے متعلق بحث کرتے ہوئے کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ جو گواہ ان کے سامنے آئے۔ اور جو دستاویزیں ان کے روبرو پیش کی گئیں۔ ان سب میں تغیر و تبدل کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ مڈیمین رپورٹ کے بعد ہندوستانیوں میں تغیر کا عام احساس پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن صوبوں کی حکومتیں مجوزہ تغیر پر متفق نہیں ہیں۔ ہر حکومت اپنے خاص حالات کے اعتبار سے ایسا حل پیش کر رہی ہے۔ جو دوسری حکومتوں کی تجاویز سے مختلف ہے۔ مختلف حکومتوں کی تجاویز صوبجاتی کمیٹیوں اور سنٹرل کمیٹی کی سفارشات اور شہادتوں کے اختلافات کا تذکرہ کرنے کے بعد کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ دوعملی کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے۔ کہ جو لوگ حکومت کا تجربہ نہیں رکھتے تھے۔ انہیں نظم و نسق کی مشکلات کا احساس ہو گیا ہے۔ اور ذمہ واری کے معنی سمجھ گئے ہیں۔ لیکن اگر دوعملی کی شدت سے پابندی کی جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ یا تو وزیر حکومت کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ یا انہیں دفتری حکومت کے آلہ ہائے کار تصور کر لیا جاتا ہے۔

دوعملی کا خاتمہ

ہماری تجویز یہ ہے۔ کہ صوبوں کے کابینہ ہائے وزارت یونیٹری یا وحدتی ہوں۔ یعنی کابینہ کے ہر رکن کو حکومت صوبہ کی ساری ذمہ واری اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ہر صوبہ کا کابینۂ وزارت بہ حیثیت مجموعی نظم و نسق کا ذمہ وار ہوگا۔ وزیروں کا انتخاب گورنر کریگا۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تمام صوبوں کے تمام وزیر لازماً کونسل کے منتخبہ ممبر ہوں۔ لیکن مضامین کی کوئی ایسی تقسیم جزو قانون نہیں بننی چاہیئے۔ کہ منتخب ممبروں میں سے چنا ہوا وزیر کسی صیغہ کا انچارج نہ ہو سکے۔ گورنر اگر غیر منتخب اشخاص میں سے کسی کو کابینہ میں شامل کر دے۔ تو وہ خود بخود کونسل کا ممبر بن جائے گا۔ یہ ضروری ہے۔ کہ کابینہ کی ذمہ واری مشترکہ ہو۔ تاکہ سارے ارکان کابینہ متحد رہ سکیں۔

گورنروں کے اختیارات

کمشنر کہتے ہیں۔ کہ گورنر کو اختیار حاصل ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی وزارت کے خلاف بھی ہدایات جاری کر سکے۔ مثلاً جہاں صوبہ کے امن اور سکون کا تقاضا ہو۔ یا جہاں کسی خاص جماعت کے ایک یا زیادہ طبقات کے حقوق کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی ضرورت ہو۔ علاوہ بریں گورنر کو کچھ مالی اختیارات بھی حاصل رہنے چاہئیں۔ تین اور مقاصد ہیں۔ جن کے سلسلہ میں گورنر کو خاص اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔

(۱) جو مصارف مجلس وضع قوانین کی منظوری کے تابع نہیں ہیں۔ ان کے تعلق میں حکومت کے واجبات کی بجا آوری۔

(۲) حکومت ہند یا وزیر ہند کی طرف سے حکومت صوبہ کے نام کسی خاص حکم کی تعمیل۔

(۳) ان فرائض کی تکمیل جو از روئے آئین گورنر کے لئے ضروری ہوں۔ مثلاً ملازمتوں کے بارے میں گورنروں کے ذاتی فرائض وغیرہ۔ ارکان وزارت کے اجلاسوں میں گورنر چاہے۔ تو مستقل فرائض صدارت انجام دے سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس مسئلہ کو گورنر کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی غیر حاضری میں زیادہ اچھے طریقہ پر کام ہو سکے۔

کابینہ کے سکرٹری

کابینہ کے سکرٹری کا عہدہ سول سروس کے کسی آدمی کو دیا جائے وہ محض ریکارڈ ہی نہیں رکھیگا۔ بلکہ گورنر کو تمام معاملات سے پورے طور پر آگاہ بھی رکھیگا۔ کمشنر کہتے ہیں۔ کہ اس سکیم کو احسن طریق پر معرض عمل میں لانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ گورنری کے عہدہ کے لئے اعلیٰ خصائص کے آدمی مہیا کئے جائیں۔ جو تدبر اور ہوشمندی سے کام چلائیں۔ اہل وطن کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوں اور مضبوط ارادے کے ہوں۔ کمشنروں نے اقلیتوں کے نمائندوں کو وزارت میں داخل کرنے کے متعلق کوئی خاص دفعہ نہیں رکھی۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس باب میں قانون بنانا غیر ممکن ہے۔ اقلیتوں کی حفاظت کے لئے دوسرے ذرایع اختیار کئے جائیں۔ بعض صوبوں کی یہ حالت ہے۔ کہ جب تک اقلیتوں میں سے وزیر نہ لئے جائیں۔ وزارت کی بنیاد ہی مستحکم نہیں ہو سکتی۔ بعض حالات میں تدبر اور احتیاط کا تقاضا یہی ہوتا ہے بہتر یہی ہے۔ کہ گورنر چیف منسٹر مقرر کرے۔ بعد ازاں دونوں مشورے سے باقی ارکان وزارت کا فیصلہ کریں۔

لاء اور آرڈر

لاء اور آرڈر کے متعلق رپورٹ میں تفصیلات کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ پولیس کو منتقلہ صیغہ قرار دینے کے مخالف و موافق دلائل پیش کر دیئے گئے ہیں۔ کمشنر کہتے ہیں۔ کہ اگر پولیس کو سررشتہ محفوظ رکھا گیا۔ تو دوعملی باقی رہے گی۔ لاء اور آرڈر کو مرکزی حکومت کی تحویل میں دینے کی تجویز ناقابل عمل ہے۔ اچھی پولیس کے انتظام کے بغیر مختلف صیغے اور سررشتے کام نہیں چلا سکتے۔ جو لوگ پولیس کو منتقلہ صیغہ بنانے میں شامل ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ کہ مالگذاری اور آبپاشی کو منتقل کرنے میں زیادہ خطرات ہیں۔ لیکن اگر ان کو منتقل کر دیا گیا۔ اور پولیس کو منتقل نہ کیا گیا۔ تو معاملات اور بھی خراب ہو جائیں گے۔ اس طرح ساری پارٹیاں لاء اور آرڈر کے نظم و نسق کی دشمن بن جائینگی۔ اور یہ صیغہ غیر ذمہ دارانہ جرح و نقد کا ہدف بن جائیگا۔ ہمیں سمجھ لینا چاہئے۔ کہ پولیس کو منتقل کئے بغیر صوبوں میں ذمہ دار حکومتیں قائم نہیں ہو سکتیں۔ ایک ہندوستانی وزیر نے ہمارے سامنے شہادت دیتے ہوئے کہا۔ کہ اگر میری پوزیشن کے آدمی بھی لاء اور آرڈر کو سنبھال نہیں سکتے تو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ہم لوگ کسی چیز کے بھی قابل نہیں ہیں۔ لاء اور آرڈر ہر ہندوستانی شہری کے نزدیک اہم ترین شے ہے۔ ضروری ہے۔ کہ اس صیغہ کو غیر ملکی دفتری حکومت کا آلۂ کار سمجھے جانے کا موقع نہ پیدا کیا جائے۔

صوبجاتی حکومت کی ناکامی

اگر کسی حکومت میں ایسی حالت پیدا ہو جائے۔ کہ وزارت مرتب نہ ہو سکے۔ یا صوبہ کی آبادی کا بڑا حصہ دستور پر عمل پیرا ہونے سے انکار کر دے۔ تو اس صورت میں ضروری ہوگا۔ کہ گورنر اور اگلی وزارت کے اختیارات گورنر کے ہاتھ میں آ جائیں۔ وہ جس شخص کو چاہئے اپنی مدد کے لئے مقرر کر لے۔ ایسی صورت حالات کی موجودگی کے متعلق فی الفور پارلیمنٹ کو اطلاع دی جائے۔ اور گورنر پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر بارہ ماہ سے زائد مدت تک ان خاص اختیارات سے کام لے سکے گا۔

کونسلوں کی میعاد

صوبجاتی قانونی مجالس کی میعاد پانچ سال کر دی جائے۔ کمشنروں کا خیال ہے۔ کہ صوبوں کی از سر نو تقسیم میں ان کے حدود کم ہو جائینگے۔ لیکن موجودہ حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہم صوبوں کے ارکان کی تعداد دو سو سے ڈھائی سو تک ہو۔

جداگانہ انتخاب

جداگانہ انتخاب کے متعلق رپورٹ میں تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔ کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ مانٹیگو چیمسفرڈ رپورٹ کے مصنف اس غیر مشتبہ حقیقت سے دوچار تھے۔ کہ مسلمان بحیثیت مجموعی فرقہ دار نیابت کے ترک پر آمادہ نہیں ہیں۔ اور اگر ان کی رضامندی کے بغیر فرقہ دار نیابت کو اڑا دیا گیا۔ تو ان کی حفاظت کا ایک اہم ذریعہ زائل ہو جائیگا۔

فرقہ دار نیابت کا مسئلہ حقیقتاً مختلف قوموں کی باہمی رضامندی سے طے ہونا چاہئے۔ چونکہ اس وقت تک مختلف قوموں کے درمیان سمجھوتہ نہیں ہوا۔ اس لئے فرقہ دار نیابت باقی رہنی چاہئے۔ نشستوں کی تخصیص کے مطابق ایسے مسلمان منتخب نہیں ہو سکیں گے۔ جو اپنے ہم قوموں کے نزدیک صحیح اور تسلی بخش نمائندے ہوں۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی تھی۔ کہ اقلیتیں پہلے مختلف موزوں گروہوں میں بٹ کر اپنے قابل اعتماد نمائندوں کی فہرست تیار کر لیں۔ جن لوگوں کے نام اس فہرست میں آ جائیں۔ وہ لوگ عام مخلوط انتخاب میں امیدوار سمجھے جائیں۔ نشستیں مخصوص ہوں۔ اس طرح انتخاب سے قبل اقلیت کے معتمد علیہ نمائندوں کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ میجر اٹیلی (کمیشن کا ممبر) کی رائے میں یہ سکیم قابل عمل ہے۔ اور اقلیتوں کے معقول مطالبات کو پورا کر سکتی ہے۔ لیکن باقی ممبروں کا خیال ہے۔ کہ اس سکیم پر مزید غور ہونا چاہئے۔

سکھ۔ غیر برہمن اور مرہٹے

سکھوں کو پنجاب میں تیس فیصدی نمائندگی نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے کہ یہ دوسری قوموں کے ساتھ بے انصافی ہوگی۔ لیکن اگر سکھ جداگانہ انتخاب کو ترک کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور مخلوط انتخاب کے ماتحت اپنی نشستیں موجودہ تناسب کے ماتحت مخصوص کرا لیں۔ تو انہیں زائد نشستوں کے لئے امیدوار بن کر کامیابی حاصل کرنے کا موقعہ مل جائیگا۔ مدراس کے غیر برہمنوں کے لئے نشستیں مخصوص رکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بمبئی کی کونسل میں مرہٹوں کے لئے نشستیں مخصوص رہنی چاہئیں۔

اچھوتوں کا معاملہ

اچھوتوں کے لئے جداگانہ نیابت کا بندوبست نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ یہ صورت عمل ان کے خلاف جائے گی۔ اور ان کی اقتصادی اور معاشرتی ترقی میں معاون بننے کی بجائے ان کے لئے مضر ہو گی۔ مناسب تجویز یہ ہے۔ کہ ہر صوبے کے اچھوتوں کے لئے غیر مسلم حلقہ ہائے انتخاب میں نشستیں مخصوص کر دی جائیں نشستیں اچھوتوں کی پوری آبادی کے تین چوتھائی کے تناسب سے مخصوص کی جائیں۔ اچھوتوں کے امیدواروں کے لئے یہ ضروری ہوگا۔ کہ امیدواری سے قبل گورنر سے سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔ کہ وہ واقعی اچھوتوں کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ گورنر کو دس سال تک یہ بھی اختیار ہوگا۔ کہ مخصوص نشستوں میں سے اچھوتوں کی آدھی نشستوں کو نامزدگی سے پُر کر سکے۔ اگر اسے اچھوتوں میں سے موزوں نمائندہ نہ ملے۔ تو وہ ایسے لوگوں کو نامزد کر سکتا ہے۔ جو اچھوتوں کے ساتھ عملی ہمدردی رکھتے ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ اچھوتوں کی طرف سے ایسے نمائندے منتخب نہ ہوں۔ جو اعلیٰ جاتیوں کے غلام ہوں۔

یورپین اور اینگلو انڈین وغیرہ

یورپینوں کے لئے جداگانہ نیابت قائم رہے۔ اینگلو انڈین اصحاب کے لئے بھی نامزدگی کے بجائے انتخاب کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مدراس اور بمبئی کی کونسلوں میں انہیں دو دو نشستیں حاصل ہوں۔ اور باقی مقامات پر موجودہ تناسب قائم رہے۔ صوبجات متوسط میں یورپینوں اور اینگلو انڈینز کے لئے علیحدہ علیحدہ نشستیں مقرر ہو جائیں۔ ہندوستانی عیسائیوں کے لئے جداگانہ انتخاب کے بجائے نشستوں کی تخصیص زیادہ مناسب ہے۔ مدراس میں ان کے لئے اس وقت جو تناسب ہے۔ اسے قائم رکھا جائے باقی تمام مقامات پر ایک ایک نشست کے بجائے دو دو نشستیں کر دی جائیں۔ آسام اور صوبجات متوسط میں ان کے لئے ایک ایک نشست بڑھا دی جائے۔

مسلمانوں کے لئے دو راستے

مسلمانوں کو اس وقت چھ صوبوں میں زائد از استحقاق نیابت حاصل ہے۔ لہذا یہ مطالبہ مناسب نہیں۔ کہ ان چھ صوبوں میں زائد نیابت قائم رکھی جائے اور اس کے ساتھ پنجاب و بنگال میں ان کو آبادی کے تناسب سے نشستیں دے دی جائیں اگر پنجاب اور بنگال کے مسلمان جداگانہ انتخاب کو ترک کر کے مخلوط انتخاب کو قبول کر لیں۔ اور تخصیص کا کوئی سوال درمیان میں آئے۔ تو اس صورت میں بیشک چھ صوبوں میں مسلمانوں کی زائد از استحقاق نیابت کو چھیڑا نہ جائیگا۔ ان دونوں صورتوں میں سے مسلمان جس صورت کو چاہیں۔ اختیار کر لیں۔

خصوص مفاد کی نمائندگی

کمشنروں نے سرکاری ممبروں کو بالکل اڑا دیا ہے لیکن تجویز پیش کی ہے۔ کہ معاملات پر بحث و تمحیص کے وقت سرکاری ماہرین فن کمیٹیوں کے اجلاس میں موجود رہیں۔ کمشنروں نے یونیورسٹیوں کی نمائندگی نیز تجارت اور صنعت وحرفت کی نمائندگی بحال رکھی ہے۔ مزدوروں کی نمائندگی کے متعلق کمشنروں نے لکھا ہے۔ کہ وہٹلے کمیشن ان مسائل پر اچھی روشنی ڈالیگا۔ بحالت موجودہ گورنر مزدوروں کی طرف سے ایسے نمائندے نامزد کر سکتے ہیں۔ جو اپنے رفقا کے معتمد علیہ ہوں۔ میجر اٹیلی کا خیال ہے۔ کہ کسی خاص مفاد کے لئے خاص نمائندگی کا انتظام نہیں ہونا چاہیئے میجر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہر مفاد کو عام حلقہ انتخاب کے ذریعہ سے نمائندگی حاصل کرنی چاہیئے۔ بڑے بڑے شہروں اور صنعتی حلقوں میں بالغوں کے لئے حق رائے کا نفاذ ممکن العمل ہے۔ لہٰذا ہر طبقہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی آراء کی قوت وکثرت سے اپنی نمائندگی کا انتظام کرے۔ بڑے بڑے زمینداروں کے متعلق کمشنر بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ اس وقت تک اپنی مقررہ نشستوں سے چوگنی نشستیں حاصل کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے لئے کسی خاص حفاظتی تدبیر کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر زمیندار موجودہ تناسب کے مطابق منتخب نہ ہو سکیں۔ تو گورنر نامزدگی کے ذریعہ سے مخصوص تناسب کو پورا کردے۔

عورتوں کی نمائندگی

رپورٹ میں عورتوں کے حق رائے کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ ضروری ہے۔ کہ عورتیں مجالس مقننہ کی ممبر بنیں۔ اور گورنر کو اختیار حاصل ہو۔ کہ ضرورت سمجھے۔ تو منتخب عورتوں کی تعداد میں اضافہ کرے۔ رپورٹ میں جہاں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ صوبجاتی مجالس وضع قوانین میں بہت بڑی اکثریت منتخب ارکان کی ہونی چاہیئے۔ وہاں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ گورنر کم سے کم پانچ فیصدی اور زیادہ سے زیادہ دس فیصدی نشستیں نامزدگی کے ذریعہ سے پُر کرے۔ نامزدگی کے اختیار کا استعمال خاص طور پر عورتوں کی نمائندگی اور مزدوروں کی نمائندگی میں ہوگا۔

صوبجاتی مجالس کے اختیارات

کمیشن کہتا ہے۔ کہ دس سال کے بعد صوبوں کی مجالس وضع قوانین مندرجہ ذیل امور کی مختار ہونگی۔

(الف) حلقہ ہائے انتخاب کی تقسیم و تجدید میں رد و بدل۔ اور ارکان کی تعداد میں رد و بدل۔

(ب) انتخاب کے طریقہ میں تبدیلی۔

(ج) خاص جماعتوں کے طریق نیابت میں تبدیلی۔

اگر ان معاملات کے متعلق کسی قرارداد کا نفاذ کسی خاص جماعت کے حقوق پر اثر انداز ہوگا۔ تو وہ قرارداد اس وقت تک نافذ نہ ہو سکیگی۔ جب تک مجلس وضع قوانین کا دو تہائی حصہ اور اس جماعت کے ارکان کا دو تہائی حصہ جس سے یہ متعلق ہوگی۔ اس کے نفاذ کی تائید نہ کرے۔ اس شرط کی تکمیل کا فیصلہ گورنر کے ہاتھ میں ہوگا۔ کونسل ایسی قرارداد گورنر کے حوالہ کرے گی۔ گورنر اپنا اطمینان کرنے کے بعد اسی کے مطابق سکیم تیار کرکے گورنر جنرل کے حوالے کریگا۔ تاکہ نئے انتخابی قوانین وضع کئے جائیں۔ جو مجوزہ تغیر پر مشتمل ہوں۔ صوبجاتی مسودات قوانین کے لئے گورنر جنرل کی منظوری بدستور ضروری ہوگی۔ اور بہ حالت موجودہ گورنروں کو جو اختیارات حاصل ہیں۔ وہ باقی رہیں گے۔ مالیات میں ووٹڈ اور نان ووٹڈ کا امتیاز باقی رہے گا۔

حق رائے دہی میں توسیع

کمشنروں کی رائے میں موجودہ حق رائے دہی بہت محدود ہے۔ اس باب میں اہل ہند کی رائیں مختلف ہیں۔ جو لوگ حق رائے دہی میں توسیع کے طلبگار ہیں۔ ان کے مدنظر اقلیتوں کا فائدہ ہے۔ جو لوگ اس کے خلاف ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے۔ کہ ممتاز جماعتوں کا موجودہ مفاد موجود رہے۔ نہرو رپورٹ نے بالغوں کے حق رائے دہی کی تجویز پیش کی تھی۔ یہی سب کا مطمح نظر ہونا چاہیئے لیکن اس کا فوری نفاذ مشکل ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے۔ کہ حق رائے کے فیصلہ کے لئے ایک خاص کمیٹی بنا دی جائے۔ جس کا صدر کوئی غیر جانبدار اور تجربہ کار شخص ہو۔ اس کمیٹی سے کہدیا جائے۔ کہ حق رائے دہی کے متعلق ایسی تجاویز سوچے۔ کہ ساری آبادی کا کم از کم دس فیصدی حصہ حق رائے دہی سے بہرہ ور ہو جائیں۔ اس طرح رائے دہندوں کی تعداد تگنی ہو جائیگی اور بالغ آبادی کا بیس فیصدی حصہ "صاحب الرائے" بن جائے گا۔ کمیٹی کو چاہیئے۔ کہ دیہاتی اور شہری حلقوں کے مطالبات کو سامنے رکھے۔ اور ایسی تجاویز مرتب کرے۔ جن کے مطابق مختلف اقوام کے رائے دہندوں کا تناسب آبادی کے تناسب کے برابر ہو جائے۔

عورتوں کے لئے ضروری خصائص

اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ مختلف جماعتوں کے لئے مختلف خصائص مقرر کئے جائیں۔ بلکہ تناسب کی تکمیل کے لئے بعض خاص خصائص کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ عورتوں کے لئے دو خصائص کا اضافہ مناسب ہے (۱) "صاحب الرائے" شخص کی بیوی جس کی عمر پچیس سال سے زائد ہو۔ (۲) پچیس سال سے زائد عمر کی بیوہ۔ جس کا شوہر وفات کے وقت "صاحب الرائے" تھا۔ پارلیمنٹ کو اس امر کا بھی بندوبست کر دینا چاہیے۔ کہ کونسلیں کسی خاص گروہ کے ہاتھ میں نہ رہیں۔ ہماری تجویز یہ ہے۔ کہ پانچ سال کے بعد حق رائے دہی کے متعلق ایک اور کمیٹی مقرر کی جائے جو پانچ سال کی ترقی پر غائر نظر ڈالے۔ اور اگر اس وقت تک بیس فیصدی آبادی حق رائے سے بہرہ ور نہ ہو سکے۔ تو اس حق میں مزید توسیع کی تجاویز وضع کرے۔

صوبہ سرحد کا مسئلہ

صوبہ سرحد کے متعلق کمیشن چیف کمشنر کی موجودہ حیثیت کو باقی رکھتا ہے۔ اور یہ رپورٹ کی تائید کرتا ہے۔ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ صاف اور واضح حقائق کو بدلنا ممکن نہیں۔ ہر انسان کا حق ہے۔ کہ سگریٹ پیئے۔ لیکن اگر وہ بارود کے میگزین میں رہتا ہے۔ تو اس حق پر لازماً پابندی عائد ہو جائے گی۔ تجویز کی گئی ہے۔ کہ چالیس ارکان کی ایک مجلس بنائی جائے۔ نصف ارکان منتخب ہوں۔ اور نصف نامزدہ۔ چیف کمشنر اس مجلس کا صدر ہو۔ منتخب ارکان میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کے غان ممبروں سے اور سابق سپاہیوں میں سے لئے جائیں۔ نامزدہ اشخاص کے ذریعہ سے دوسرے اہم عناصر کی نمائندگی کا نیز ہندوؤں اور سکھوں کی نمائندگی کا بندوبست کیا جائے۔ لاء اینڈ آرڈر اور مالگذاری کونسل کے اختیارات سے باہر ہوں۔ تین مسلمان اور ایک ہندو نمائندہ یعنی کل چار نمائندے فیڈرل اسمبلی میں آئیں۔ منتظمہ اور غیر منتظمہ حلقوں کے مالی تعلقات پر غور کیا جائے۔ اور اگر صوبہ کے مصارف آمدنی سے زیادہ ہوں۔ تو مرکزی خزانہ میں سے امداد ضروری ہوگی۔ بلوچستان دہلی۔ کورگ اور اجمیر۔ مارواڑ کے لئے کسی تبدیلی کی سفارش نہیں کی گئی۔

فیڈرل اسمبلی

مرکزی حکومت کے متعلق کمشنروں کی تجویز یہ ہے۔ کہ موجودہ اسمبلی کے بجائے ایک فیڈرل اسمبلی بنائی جائے۔ جس کے ارکان براہ راست منتخب نہ ہوں۔ بلکہ صوبوں کی کونسلوں کے ذریعہ سے منتخب کئے جائیں۔ صوبجاتی کونسلیں پروپورشنل نیابت کے طریقہ پر فیڈرل نمائندوں کا انتخاب کریں۔ اس طریق انتخاب سے ہندوستانی ارکان مجالس اچھی طرح واقف ہیں۔ اور کمیٹیاں اسی کے مطابق منتخب کی جاتی ہیں۔ صوبہ کا ہر رائے دہندہ خواہ وہ عورت ہو یا مرد صوبہ کی طرف سے فیڈرل اسمبلی کی رکنیت کا امیدوار بن سکتا ہے۔ اگر صوبجاتی کونسل کا کوئی شخص فیڈرل اسمبلی کا نمائندہ منتخب ہو جائے۔ اور اسے دونوں مجالس میں خدمت کی اجازت دیجائے۔ تو یہ جائز ہوگا۔ اسمبلی کے ممبروں کے مصارف صوبے ادا کریں گے۔ ہر کونسل انتخاب کے بعد سب سے پہلے اپنا صدر منتخب کریگی پھر فیڈرل اسمبلی کے نمائندے منتخب ہوں گے۔ اسمبلی کی عمر پانچ سال ہوگی۔ کونسل کے قبل از وقت منتشر ہو جانے سے اسمبلی کے نمائندوں پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ اسمبلی کے ممبر دو سو پچاس اور دو سو اسی کے درمیان ہوں گے۔ اس طرح تقریباً دس لاکھ باشندوں کے لئے ایک ممبر ہو جائیگا۔ ریاستوں کے شریک اسمبلی ہونے پر اس کے ارکان کی تعداد تین سو اور چار سو کے درمیان ہو سکتی ہے۔ گورنر جنرل کی کونسل کے ممبر بہ حیثیت عہدہ اسمبلی کے ممبر ہوں گے۔ نیز گورنر جنرل کو دوسرے محکموں کے لئے بارہ سرکاری ماہرین فن کے نامزد کرنے کا اختیار ہوگا۔ صوبہ سرحد کے نمائندے چیف کمشنر نامزد کرے گا۔

بلوچستان اور اجمیر مارواڑ کے چیف کمشنر بھی ایک ایک نمایندہ نامزد کریں گے۔ دہلی کا نمایندہ میونسپل کونسل اور ڈسٹرکٹ بورڈ مشترکہ طور پر منتخب کرینگے۔ گورنر جنرل گیارہ نمایندے پس افتادہ خطوں کی طرف سے نامزد کرے گا۔

اسمبلی کے اجزائے ترکیبی

کمشنروں کا خیال ہے۔ کہ اسمبلی کا انتخاب فرقہ وار لائنوں پر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ایسا ہو۔ تو ارکان کی فرقہ وار تقسیم تخمیناً یہ ہوگی۔

غیر مسلم (اچھوتوں کے سوا)	۵۰ فیصدی سے کسی قدر زائد۔
اچھوت	۱۰ فیصدی
سکھ	۲ "
مسلمان	۳۰ "
ہندوستانی عیسائی	تقریباً ۱ "
یورپین	۵ "
اینگلو انڈین	×

اگر کوئی جگہ موت یا استعفا کی وجہ سے خالی ہو جائے۔ تو صوبہ کا گورنر نامزدگی کے ذریعہ سے اس نشست کو پر کر دیگا۔

کونسل آف سٹیٹ

کونسل آف سٹیٹ پر بحث کرتے ہوئے کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ فیڈرل دستور کی موجودگی میں ایوان ثانی کے قائم رکھنے کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ لیکن چونکہ کونسل آف سٹیٹ کے اڑا دینے کا کوئی مطالبہ نہیں ہوا۔ اور زمانہ گذشتہ میں اس کا وجود مفید ثابت ہوا ہے۔ لہذا اس کونسل کو موجودہ ہیئت ترکیبی میں اور موجودہ اختیارات کے ساتھ باقی رکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کا انتخاب بھی بالواسطہ ہوگا۔ اور صوبجاتی کونسلوں کے ذریعے سے ہوگا کونسل آف سٹیٹ کی عمر سات سال ہوگی۔

گورنر جنرل کی کونسل

فیڈرل اسمبلی کے مالی اختیارات پر بحث کرنے کے بعد کمیشن نے گورنر جنرل کی کونسل کے دستور اساسی پر بحث کی ہے رپورٹ مظہر ہے۔ کہ دو عملی یا دو عملی کی وضع کی منقسمہ ذمہ واری بالکل نامناسب ہے۔ اس لئے کہ مرکزی مجلس تنفیذ (ایگزیکٹو) میں اتحاد بہر حال قائم رہنا چاہیئے۔ نیز گورنر جنرل کو حکومت کا حقیقی اور عامل حاکم بنے رہنا چاہیئے۔ لیکن کابینہ وزارت کا انتخاب آیندہ گورنر جنرل کے اختیار میں ہوگا۔ اور وزراء کے تقرر کے لئے شاہی فرامین کی ضرورت نہ پڑیگی۔

کمانڈر انچیف کی حیثیت

کمانڈر انچیف کا عہدہ اور اعزاز قائم رہیگا۔ لیکن وہ حکومت ہند یا مرکزی مجلس کا ممبر نہیں رہیگا۔ البتہ تمام ضروری مواقع پر اس سے مشورے لئے جائینگے۔ حفاظت ملک کا سررشتہ اسمبلی کے ایک سویلین سے متعلق رہیگا۔ یا وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ایک ممبر کے سپرد ہو جائیگا۔ جیسے رپورٹ میں فیڈرل اسمبلی کا لیڈر قرار دیا گیا ہے۔ مقصود یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سررشتہ ایک ایسے شخص سے متعلق رہے۔ جس کی گردن پر اور صیغوں کا بوجھ نہ ہو۔ اور وہ زیادہ آزادی کے ساتھ اس خاص سررشتہ پر توجہ کر سکے۔ یہ شخص حکومت کی پالیسی کے متعلق باشندگان ہند کے روبرو ضروری تشریحات کا بھی ذمہ وار ہوگا۔

مرکزی مجلس کی ذمہ واری

گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل ارتقائے دستور ہند کے آیندہ مرحلہ پر ہندوستانی مجلس مرکزیہ کے روبرو ویسی ذمہ وار ہوگی جیسے کہ برطانی وزارت پارلیمنٹ کے روبرو ذمہ وار ہے۔ لیکن ہندوستانی مجلس کا موجودہ اثر باقی رہیگا۔ اور اس میں تدریجاً اضافہ ہوتا جائیگا۔ کہا گیا ہے۔ کہ برطانوی نظام حکومت کے علاوہ بھی دنیا میں اور بھی فیڈرل نظام ہیں۔ جو برطانوی نظام سے مختلف ہیں۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے۔ کہ مرکزی حکومت کی ترمیمات کے سلسلے میں پارلیمنٹ سے ذمہ واری کے ترک کا مطالبہ مانٹیگو کی اعلان کی بیان کردہ شرائط کے منافی ہوگا۔ ساتھ ہی کہا جاتا ہے۔ کہ جب تک ووٹیبل اور نان ووٹیبل کا امتیاز باقی ہے۔ نیز سرٹیفکیشن اور وضع آرڈیننس کے اختیارات باقی ہیں۔ کمیشن کی سکیم میں مرکز کے متعلق پس روی سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے برعکس ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ سکیم کم سخت گیر ہے۔ مرکزی اسمبلی ہندوستان کی سیاسی آراء کے اظہار کا نہایت اہم ذریعہ بن گئی ہے۔ اور اس کے اختیارات گھٹانے یا سرکاری نمایندوں کی اکثریت حاصل کرنیکا انتظام عمل میں لانے سے حاصل شدہ درجہ سے نیچے اترنے کا کوئی سوال نہیں۔

فیڈرل نظام کی اہمیت

برطانوی نظام ذمہ وار حکومت کا واحد نمونہ نہیں ہے۔ اور بھی ایسے نظام پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن کے مطابق ایگزیکٹو کونسل عام لوگوں کے روبرو ذمہ وار قرار دی جا سکتی ہے ہمیں یقین ہے۔ کہ ہندوستان کا قوم پرست طبقہ اس طرف بطور خاص متوجہ ہوگا۔ فیڈرل نظام قومیت ہی کا ایک مظہر ہوتا ہے۔ حکومت وہی صحیح ہوتی ہے۔ جو قوم کے سیاسی جذبات کی مظہر ہو۔ برطانیہ میں جو جماعتی نظام رائج ہے۔ اسے ہندوستان کی صوبجاتی حکومتوں کے اندر معرض عمل میں آنے کے لئے وقت درکار ہے۔ ممکن ہے۔ کہ مختلف گروہوں کے ملکر عمل پیرا ہونے کا نظام ہندوستان کے حالات کے زیادہ مطابق ہو۔

(مرکزی حکومت اور صوبجاتی حکومتوں کے باہمی تعلقات کے علاوہ مالی معاملات پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے جنھیں ہم کسی دوسرے موقعہ پر درج کرینگے۔)

فوج کا مسئلہ

رپورٹ کا پانچواں حصہ حفاظت ہند کے متعلق ہے۔ کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ انکے سامنے جو شہادتیں دی گئیں۔ ان سے غیر مشتبہ طور پر واضح ہوتا ہے۔ کہ حفاظت ہند کی ذمہ وار فوج میں سے کافی مدت تک موثر برطانوی عنصر کو حذف نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستانی فوج کے سپاہی تمام قوموں سے نہیں لئے جاتے بلکہ خاص فوجی اقوام سے لئے جاتے ہیں۔ جو قبل ازیں ہندوستان پر حکمران تھیں۔ اسلئے غیر برطانی فوج کی کمان انکے حوالے کرنا مشکل ہے۔ کمشنر لکھتے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ کوشش کی جائے کہ ایک خالص ہندی فوج مرتب ہو جائے۔ لیکن انگریزوں کے بجائے فی الفور ہندوستانی افسروں کا تقرر سخت عملی مشکلات سے پر ہے۔ ہندوستان کو جو بیرونی خطرات لاحق ہیں ان کے مقابلہ کے لئے صرف فوج ہی ایک موثر ذریعہ ہے ایک طرف ہندوستانی اور شاہی مفاد کا سوال ہے۔ دوسری طرف خطرات ہیں۔ تیسری طرف فوج کی ہیئت ترکیبی ہے۔ لہذا پارلیمنٹ اس باب میں ذمہ واری سے ہاتھ نہیں دھو سکتی۔ اگست ۱۹۱۷ء کا اعلان اپنے تمام متعلقات کے ساتھ بجا ہے۔ برطانی قوم یا برطانی پارلیمنٹ اس سے انحراف کا کوئی خیال نہیں رکھتی۔ لیکن برطانی عنصر کو مد نظر رکھتے ہوئے فوج کو ان وزراء کے حوالہ نہیں کیا جا سکتا۔ جو کسی منتخب مجلس کے روبرو ذمہ دار ہوں ایسی حوالگی اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ ہندوستانی فوج پر کوئی برطانی افسر موجود نہ ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ یہ وقت کب آئے لیکن یہ واضح ہے کہ کئی سال تک اسکی آمد کا کوئی امکان نہیں۔

داخلی امن

داخلی امن کے قیام کے لئے بھی برطانی فوج کا وجود ضروری ہے۔ اسلئے کہ شدید فرقہ وار کشمکشوں میں انگریزی فوج ہی غیر جانبدار سمجھی جا سکتی ہے۔ یہ ایک اور اہم مشکل ہے۔ ایک مصیبت یہ ہے۔ کہ حکومت برطانیہ اس ذمہ واری سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ جو ہندوستانی ریاستوں کے تعلق میں اس پر عاید ہے۔ ہندوستان میں فوج کے قیام کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ اس ملک کو بیرونی خطروں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور اس کے اندر امن قائم کیا جائے۔ فوج کی تعداد اس سے زیادہ نہیں جتنی کہ مذکورہ بالا دو ضرورتوں کی تکمیل کے لئے لازمی ہے۔ فوج کے خرچ اور سرحد کی حفاظت کے سلسلہ میں رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حالات پر گہری نظر ڈالنی چاہیئے۔ ہندوستان اور برطانیہ کے باہمی تعلقات اس قسم کے ہیں۔ کہ ہندوستان کی حفاظت کو محض ہندوستانی مسئلہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایسی فوج کی عنان اختیار برطانی حکومت کے کارندوں ہی کے ہاتھ میں رہنی چاہیئے۔ ہماری رائے میں سرحدات ہند کی حفاظت ہندوستانی حکومت کے بجائے برطانوی حکومت سے متعلق

رہنی چاہیئے۔ البتہ اس کے متعلق ہندوستان اور برطانیہ میں ایک قطعی سمجھوتہ ہو جانا چاہیئے۔ اور فوج ہندوستانی حکومت کے ماتحت رہنے کے بجائے شاہی حکومت کے ماتحت کر دی جائے۔ وہی حفاظت ہند کی ذمہ وار ہو۔ اس طرح مالی بوجھ کا بھی منصفانہ فیصلہ ہو جائیگا۔

برما کی علیحدگی

برما کو ہندوستان سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ رپورٹ کا چھٹا باب اسی مسئلہ کی تفصیلی بحث پر مشتمل ہے۔ ساتویں بحث میں ہندوستانی ریاستوں کے تعلقات پر بحث کی گئی ہے آٹھویں باب میں مالی مباحث کی تفصیل ہے۔

ملازمتوں کا مسئلہ

نویں باب میں ملازمتوں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ کمیشن کی رائے یہ ہے۔ کہ صوبوں میں پبلک سروس کمیشن قائم کئے جائیں جو خود وزراء کے لئے بھی مفید ہونگے۔ ملازمتوں کو سیاسی اثرات سے محفوظ رکھنا بیحد ضروری ہے۔ لہذا آئین حکومت ہند میں ایک دفعہ شامل کر دینی چاہیئے جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کوئی صوبجاتی کونسل مقررہ وقت کے اندر پبلک سروس کمیشن نہیں بنائیگی۔ تو وہ مرکزی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ملازمتوں کا بندوبست کرنے پر مجبور ہوگی۔ چونکہ ایسے کمیشنوں کا خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اگر دو یا زیادہ صوبے ملکر ایک کمیشن کا بندوبست کریں۔ تو ہمیں اس پر اعتراض نہ ہوگا۔

ہائی کورٹ

دسویں باب میں ہائیکورٹوں کے متعلق سفارشات ہیں۔ ان میں اودھ کا چیف کورٹ اور صوبجات متوسط و سندھ کے جوڈیشل کمشنروں کی عدالتیں بھی داخل ہیں۔ کمیشن کی سفارش یہ ہے۔ کہ تمام ہائی کورٹوں کے مصارف مرکزی حکومتوں سے متعلق ہوں۔ اور ان کا نظم ونسق بھی صوبوں کی حکومتوں کے بجائے مرکزی حکومتوں سے متعلق ہے۔

وزیر ہند

گیارھویں باب میں ہندوستانی حکومت اور برطانوی حکومت کے تعلقات پر بحث کی گئی ہے۔ اس باب میں کمیشن کی سفارش یہ ہے کہ گورنر جنرل اور اسکی کونسل بدستور وزیر ہند کے ماتحت رہیں جو پارلیمنٹ میں معاملات ہند کا ذمہ وار ہوگا۔ لیکن وزیر ہند کو صوبوں کے معاملات سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

خاتمہ کلام

آخری باب میں کمشنر امید کرتے ہیں کہ ہندوستان کے باشندوں کو تمام رپورٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد (کیونکہ علیحدہ علیحدہ فقرے پڑھنے سے غلط فہمی کا احتمال ہو سکتا ہے) معلوم ہو جائیگا۔ کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ سچی ہمدردی سے لکھا گیا ہے برطانیہ نے ہندوستان کی ترقی کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کی عظمت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہندوستان کا مستقبل مشرق و مغرب کے اشتراک عمل پر منحصر ہے۔ اور مشرق و مغرب کو ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھنا باقی ہے۔ ہم اس امید پر یہ خلاصہ رپورٹ پیش کرتے ہیں کہ اس سے ایسا مواد حاصل ہو سکے۔ اور ایسی تجویز معلوم ہو جائے جس سے ہندوستان کی از سرنو آئینی تعمیر پرامن و منصفانہ طور پر انجام پا سکے۔

یوم النبی صلے اللہ علیہ وسلم

فرزندان اسلام کو دعوت عام

ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھکر خوشی اور مسرت کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر دنیا میں ہو۔ آپ کی شان اور عظمت بیان کی جائے۔ اور آپ کے برکات اور فیوض سے غافل لوگوں کو مطلع کیا جائے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ ہر اس تحریک کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار ہے۔ جو مذکورہ بالا مقصد اور مدعا کے لئے کی جائے۔ اور خاصکر اس لئے بھی کہ اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کا سب سے پہلے احساس حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہوا۔ اور آپ ہی نے یہ جاری فرمائی۔

ہم حسب ذیل اعلان جو ہمارے پاس برائے اشاعت پہنچا ہے۔ خوشی سے درج کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس تقریب کیلئے ایک خاص دن ہمیشہ کے واسطے مقرر کرنا ایسے لوگوں کو اس میں شمولیت سے باز رکھنے کا باعث ہوگا۔ جو اسے جائز قرار نہیں دیتے۔ اور اس طرح اس کے ایک رسم بن جانے کا بھی خطرہ ہے جس کا کوئی فائدہ باقی نہ رہیگا۔ اس تحریک کو ایسے رنگ میں چلانا چاہیئے۔ کہ ہر فرقہ کے مسلمان بخوشی شامل ہو سکیں۔ اور غیر مسلموں کو بھی خاص طور سے شامل کیا جائے۔ (ایڈیٹر)

برادران ملت! آپ کو معلوم ہے۔ کہ عرصہ دراز سے اسلام کے مذہبی اور سیاسی اقتدار پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ ایک طرف غیر مسلم دنیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کو بُرے سے بُرے لباس میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ بدگمانی بڑھے۔ اور خلق خدا کے دلوں پر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تصدیق کا دروازہ بند ہو۔ دوسری طرف اسلامی دنیا میں ملحدانہ اور نفاق انگیز عقائد و خیالات پھیلائے جا رہے ہیں۔ تاکہ فرزندان اسلام کے اذہان میں تفریق و تنزل رونما ہو۔ اور وہ احساس وحدت اور روح اسلام جس سے مسلمان دنیا کی ایک غالب قوت بن سکتے ہیں۔ مٹ جائے۔

یہ دو گونہ کوششیں وہ ہیں۔ جن سے ہر جگہ دین خداوندی کو پامال اور نگوں کیا جا رہا ہے۔ ایسا اس امر پر غور فرمائیے کہ اپنے مذہب کے متعلق ان کی جد وجہد کا حال کیا ہے۔ عیسائیت اگرچہ تبلیغی مذہب نہیں ہے۔ تاہم دنیا کی (۹۰۰) زبانوں میں سے ۸۵۳ زبانوں میں اس وقت تک انجیل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ان ترجموں کی اشاعت کا یہ حال ہے۔ کہ انگلستان کی صرف ایک تبلیغی انجمن برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی کوشش سے انجیل کے ۳۸ کروڑ نسخے دنیا میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اب عالمگیر مذہب کے پیروؤں کی حالت دیکھئے۔ ہمارے مقدس دین کی بنیاد دو چیزیں ہیں۔ قرآن اور حدیث۔ مگر "ان ھو الا ذکر للعالمین" کی صراحت کے باوجود ابھی تک قرآن پاک کے تراجم آٹھ سے زیادہ زبانوں میں نہیں ہوئے۔ اور ان میں بھی بیشتر دو یا سولہ زبانوں کے تراجم وہ محرف اور غیر صحیح تراجم ہیں۔ جو عیسائی مشنریوں نے کئے۔ باقی تراجم مسلمانوں کی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ لیکن حدیث کی اشاعت پر تو اس قدر بھی توجہ نہیں کی گئی۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ دنیا ایک دفعہ نور کی جھلک دیکھنے کے بعد اسلام کے متعلق ازسرنو غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے ظلمات میں ڈوب گئی ہے۔

تبلیغی مظاہرہ کی ضرورت

برادران ملت! اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور حضور رحمۃ للعالمین کسی خاص قوم یا ملک کے رہنما نہ تھے۔ بلکہ تمام کائنات انسانی کے رہنما تھے۔ اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے اسلاف کرام کی طرح اسباب حالات زمانہ کے مطابق موثر اور مقبول ذرائع تبلیغ سے کام لیکر "بلغوا عنی" کے حکم پاک کی تعمیل کریں۔ اور سمجھیں۔ کہ ایسی حالت میں جبکہ حمل ونقل اور طباعت و اشاعت کی سہولتوں نے تمام کائنات کو ایک لیکچر ہال کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ اور دنیا کے ہر چار آدمیوں میں سے ایک مسلمان ہے۔ یہ چیز ہمارے اسلامی شرف و وقار کے لئے کس درجہ قابل ملامت ہے۔ کہ دنیا اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق بدگمانیوں اور غلط فہمیوں سے معمور ہو اور ہم اصل حقیقت تک کو واضح نہ کر سکیں۔

وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اُمت کی تمام طاقتوں سے کام لیکر

دنیا میں ایک عالمگیر تبلیغی مظاہرے کا انتظام کریں۔ یہ مظاہرہ ہر سال "یوم النبی" کے نام سے تمام دنیا میں ایک ہی دن ہوا کرے۔ ہم ہر "یوم النبی" پر نہایت ہی صحیح روایات کی روشنی میں ایک "تقریر سیرت" لکھیں۔ اور تمام اسلامی ممالک اور درد مند مسلمانوں کی امداد سے دنیا بھر کی زبانوں میں اس کے تراجم کرائیں۔ پھر دنیائے اسلام کے اخبارات اور اسلام کے فرزند۔ جو خدا کے فضل سے زمین کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ملکر کوشش کریں۔ کہ دنیا کی ایک ایک آبادی میں مسلموں اور غیر مسلموں کے متحدہ جلسے ہوں۔ ان جلسوں میں مقررہ تقریر سیرت سنائی جائے۔ اور اس کے مقامی تراجم کو اس وسعت وکثرت سے مفت تقسیم کیا جائے۔ کہ کائنات عالم کی اکثریت تک ہادیٔ عالمؐ کی سیرت کا پیغام پہونچ جائے۔

فوائد

یہ تحریک نہ صرف اسلامی بلکہ بین الاقوامی نقطۂ نظر سے بہت مفید ہوگی۔ اس سے مسلمانوں میں دین خالص کا احیاء ہوگا۔ امت کی اندرونی اصلاح کے کام میں مدد ملیگی۔ اتحاد اسلام کی تحریک کو بیش از پیش فائدہ پہونچیگا۔ اس سے دنیا میں اسلام کی وحدت اور بین الاقوامی حیثیت نمایاں ہوگی۔ اسلام کی صحیح تعلیم اور سیرت نبوی کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے آجائیگی۔ اور ان میں مطالعہ اسلام کا شوق پیدا ہوگا۔ دنیا میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق جو بدگمانیاں پھیل رہی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ اشاعت اسلام کے کام میں مدد ملیگی۔ انسان کی فطرت مادہ پرستی کے دباؤ سے آزاد ہوگی۔ اور اس پر عالمگیر مساوات و رواداری اور اخلاق و روحانیت کے دروازے کھلیں گے۔ قوموں اور مذہبوں کا موجودہ نفاق گھٹ جائے گا۔ اور زمین کے ہر گوشے میں انسان پر وطنی آزادی اور بین الاقوامی محبت کے دروازے کھل جائینگے۔

دن کونسا ہو؟

اب رہا یہ سوال۔ کہ ان مظاہروں کی تاریخ کیا ہو؟ ہر سال ایک نئی تاریخ کو دنیا بھر میں مقبول بنانا مشکل ہوگا۔ دن خواہ کوئی ہو۔ بین الاقوامی نقطہ نظر سے اس کی اہمیت بہت واضح اور مسلّمہ ہونی چاہئے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ تاریخی اعتبار سے اس دن کے اندر غیر مسلم دنیا کے لئے قبول واہتمام کا کوئی سبب موجود ہو۔ اس معیار پر صرف ۱۲ ربیع الاول کا دن پورا اترتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہی کا دن نہیں۔ بلکہ حضور کی بعثت کا دن بھی ہے۔ بہ الفاظ دیگر اسلام کی تبلیغ کا پہلا دن بھی یہی ہے۔ اور امت مسلمہ کی پیدائش کا پہلا دن بھی یہی ہے۔ اسی دن سنت اللہ نے زمین پر اسلام کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اسی دن سنت رسول اللہ نے اپنے مقدس مشن کو شروع فرمایا تھا۔ اگر مسلمانان عالم اس دن ایک عالمگیر تبلیغی مظاہرے کا انتظام کرینگے۔ تو یہ مظاہرہ صرف امت اور آقائے امتؐ کی پیدائش کی یادگار ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ اور اس کے مقدس رسولؐ کی مشترکہ سنت کا اتباع بھی ہوگا۔

دنیائے اسلام سے گذارش

گذشتہ سال ہندوستان میں اس تحریک کا پہلا قدم اٹھ چکا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ تمام کائنات کو اس تحریک میں شامل کیا جائے۔ اس غرض کے لئے ہم تمام دنیائے اسلام کے اخباروں اور اسلامی انجمنوں سے پرزور استدعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اپنے ملک اور حلقہ اثر میں مجوزہ پروگرام کی تکمیل کی کوشش کریں۔ اگر کسی آبادی میں دو فرزندان اسلام بھی موجود ہوں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی آبادی میں "یوم النبی" کے جلسوں کے انعقاد اور مقامی زبانوں میں تقریر سیرت کے ترجمہ۔ اشاعت اور مفت تقسیم کا انتظام کریں۔ اور اپنے اپنے ملک اور حلقہ عمل کے متعلق عربی، اردو، انگریزی، فارسی، زبانوں میں حسب ذیل معلومات بھیج کر ہماری رہنمائی فرمائیں:-

(۱) ملک کی مقامی زبانوں کے نام۔

(۲) ملک کی اسلامی انجمنوں اور ان کے عہدہ داروں کے مفصل پتے۔

(۳) مشہور اسلامی اخبارات کے مکمل ایڈریس۔

(۴) ملک کے ممتاز علماء اور اکابر اور مصنفین کے مفصل پتے وغیرہ

آئندہ "یوم النبی" کی اردو، انگریزی زبان کی تقریریں تیار ہیں۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں جو بھائی مقامی زبانوں میں اس تقریر کے ترجمہ واشاعت کا انتظام چاہتے ہیں۔ وہ تقریر مذکور کو ہم سے مفت حاصل فرما سکتے ہیں۔

مسلمانان ہندوستان سے گذارش

گذشتہ "یوم النبی" کا کام آپ صاحبان کے سامنے ہے ملک کے طول وعرض میں ہزارہا جلسے ہوئے۔ ایک تقریر سیرت چھپی۔ ملک کی پندرہ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اور تمام تراجم کی ڈھائی تین لاکھ کاپیاں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں مفت تقسیم کی گئیں۔ یہ منظم اور عظیم کوشش جو گذشتہ سال سیرت پاک کی اشاعت کے لئے عمل میں آئی۔ تاریخ ہند میں اپنی مثال نہیں رکھتی:۔

گذشتہ سال یہ تحریک صرف ہندوستان تک محدود تھی۔ اس مرتبہ دنیا بھر کے اسلامی اخباروں اور انجمنوں کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت بھیج دی گئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ تمام کائنات میں ایک دن ایسا پیدا کیا جائے۔ جو خالصۃً اسوۂ رسولؐ کی اشاعت کے لئے وقف ہو۔ اس دن پوری امت مسلمہ کو اخلاق نبوی کی تبلیغ اور تقریر سیرت کی اشاعت اور مفت تقسیم کے سوا کوئی کام نہ ہو۔ جب ۱۲ ربیع الاول کا آفتاب طلوع ہو۔ تو ہر شہر کے فرزندان امت اسوۂ حسنہ نبوی کی تبلیغ میں مصروف نظر آئیں۔ مسلم نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہر زبان کی تقاریر سیرت کے بنڈل پکڑے ہوں۔ اور وہ انہیں سکولوں کالجوں، پارٹ شالاؤں، مسجدوں، مندروں، سراؤں، بازاروں، ریل گاڑیوں، دفتروں، جہازوں میں اس وسعت وکثرت سے مفت تقسیم کریں۔ کہ یہ تمام جگت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق وانوار سے جگمگا اٹھے۔

اس وقت ہمارے پاس کام کے صرف دو مہینے ہیں۔ اور دو کام ہیں۔ ایک یہ کہ پچھلے سال کی طرح آئندہ "یوم النبی" کی تقریر سیرت کی ایک ایک کاپی ہم سے منگوالی جائے۔ اور صوبجاتی زبانوں میں اس کے ترجمہ، اشاعت اور مفت تقسیم کا انتظام کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ ہر علاقہ میں اعلانوں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے "یوم النبی" کے جلسوں کی تیاری شروع کردی جائے۔ ہر ایک شہر کے مسلم معززین کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے شہر اور گرد ونواح کی آبادی کا اندازہ کرکے اس کے مطابق سیرت کی کتابیں "دفتر اشاعت سیرت پٹی ضلع لاہور" سے قبل از وقت منگوا کر جمع کر لیں۔ اردو کتب کی قیمت تیس روپیہ فی ہزار (ایک روپیہ کی پچیس) اور انگریزی، ہندی، اور گورمکھی کتب کی قیمت چالیس روپیہ فی ہزار (ایک روپے کی پچیس) مقرر کی گئی ہے۔ محصولڈاک اس کے علاوہ ہوگا۔ اردو تقاریر سیرت چھپکر بالکل تیار ہیں۔ انگریزی کتب چھپنے کے لئے پریس میں جارہی ہیں۔ ہندی۔ اور گورمکھی زبانوں میں تراجم کرائے جارہے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری صوبجاتی تراجم کا جو مختلف صوبوں میں چھپیں گے۔ بعد میں اعلان کردیا جائیگا۔

ہمیں امید ہے۔ کہ فرض شناس اور با احساس مسلمان اس تحریک کی اہمیت کا احساس کرینگے۔ اور ہر ایک اسلامی شہر میں مجوزہ پروگرام کی تکمیل کے لئے اس قدر گرمجوشی سے کام کرینگے۔ کہ آئندہ "یوم النبی" پر اس کائنات کی ایک ایک آبادی نبی آخر الزمان کے نام اور کام کی عظمت سے گونج اٹھیگی:۔ خط وکتابت کا پتہ:۔

قاضی عبد المجید قریشی۔ پٹی ضلع لاہور (ہندوستان)

کارکنان جماعت احمدیہ چکوال

پریذیڈنٹ راجہ محمد نواز خان صاحب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز

جنرل وفنانشل سیکرٹری محمد عبد اللہ۔ سیکرٹری دعوت وتبلیغ خواجہ عبد العزیز صاحب بی اے۔ سیکرٹری تعلیم وتربیت شیخ عبد الحمید صاحب

رفیق زندگی کی قدر کرو

موسم گرما کے لئے بے نظیر تحفہ

عام طور پر مقوی ادویات گرم ہوتی ہیں۔ اور موسم گرما میں بسا اوقات ان کا استعمال مضر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ اسی موسم میں مقویات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بوجہ گرمی زیادہ پانی پیئے جانے اور بھوک کے کم ہو جانے سے جسم کھو کھلا ہو جاتا ہے لہذا اس موسم میں ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو۔ مفرح اور خوشگوار بھی۔ اور گرمی کی گھبراہٹ کو دور کرنے والی بھی۔ سو مبارک ہو۔ کہ آخر وہ چیز تیار ہو گئی جس کا نام "رفیق زندگی" ہے موسم گرما کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل۔ اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد بے رونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی۔ اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر اور نعمت غیر مترقبہ ہے قیمت فی بکس جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پیاری آنکھوں کا نور

دنیا مان گئی ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ حقیقی معنوں میں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ اس پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ جو مدت کے لئے کافی ہے۔

میں تو تہجد میں بھی آپ کیلئے دعا کرتا ہوں

میاں ابراہیم صاحب گتی ضلع اننت پور سے لکھتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں بہت سے علاج کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا جس کے لئے میں آپ کا احسانمند اور شکر گذار ہوں تہجد میں اور پھر صبح نماز کے وقت مناجات میں آپ کیلئے بہت دعا کرتا کرتا ہوں۔ اب اکسیر معدہ اور موتی دانت پوڈر بھی بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رسالہ ورزش جسمانی کا ہر گھر میں پہنچنا ضروری ہے

اس کے مطالعہ سے سنیما۔ تھیٹر۔ ناچ گانوں و دیگر مخرب اخلاق مشاغل کی شرکت۔ چرس۔ بیڑی۔ سگریٹ و دیگر منشیات وغیرہ کے طبعی نقصانات۔ تندرستی۔ و بیماری دونوں حالتوں میں ورزش جسمانی کی اہمیت و طریق وغیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دیگر معلومات بھی نہایت مفید اور کار آمد ہیں۔ چندہ سالانہ سے۱ر طلبا سے ۸ر فی کاپی ۸ر معاونین سے ۵ر۔

مینیجر رسالہ ورزش جسمانی نارائن گوڑہ حیدر آباد۔ دکن

ایک باموقعہ مکان

یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے مکانات کے شمال۔ مسجد مبارک کے قریب۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے نئے مکان کے متصل ایک آٹھ۔ دس مرلہ کا مکان قابل فروخت ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

م معرفت مینیجر الفضل قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ر (ایک روپیہ چار آنے)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ثریا کے متعلق

ملک کے مشہور نقاد و انشاء پرداز سید عابد علی صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی فرماتے ہیں:۔

ثریا۔ ایک دلفریب معاشرتی افسانہ۔ ہندوستان کی مشہور رنگین نگار مصنفہ نذر سجاد حیدر کی تصنیف لطیف ہے۔ اہل ذوق نذر سجاد حیدر کی تحریر کی لطافت اور دلکشی سے واقف ہیں۔ ان کے انداز کلام کی دلربائی ادبی دنیا سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ یوں تو ان کی ہر تصنیف اس پختہ کار ذوق کی آئینہ دار ہے۔ جو ان کو فطرت کی طرف سے عطا ہوا ہے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ثریا میں بعض خوبیاں ایسی جمع ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک بدیع المثال کارنامہ بن گئی ہے اگر آپ جذبات کی تحلیل نفسی۔ معاشرت کے مختلف پہلوؤں کے فلسفیانہ حل۔ انداز تحریر کی دلکشی کو پسند کرتے ہیں۔ تو ثریا پڑھیئے۔ جو سنہ ۱۹۲۹ء کی بہترین تصنیف ہے۔ ثریا دوسرے اصلاحی افسانوں کی طرح بے کیف و خشک پند و نصائح کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ فن افسانہ نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ مصنفہ نے اپنی تخلیقی قوتوں سے کام لیکر ایسے ایسے افراد تخلیق کئے ہیں۔ جو نہ صرف جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں۔ بلکہ زندہ انسانوں سے بھی زیادہ دلکش اور اثر انگیز ہیں۔ ثریا کی قیمت ۱۲ہے۔ جو دفتر اخبار دور جدید میکلوڈ روڈ لاہور سے مل سکتی ہے۔

ہندوستان کی خبریں

—— شملہ ۲۵ر جون ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا نامہ نگار خصوصی متعینہ شملہ رقمطراز ہے ۔ کہ سائمن رپورٹ سے سیاسی حالتوں میں مایوسی و ناراضی کا اظہار کیا جا رہا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ ان سفارشات سے سیاسی مشکلات میں اضافہ ہوگا ۔ اور ایجی ٹیشن زور پکڑ جائیگی عام حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ حکومت ہند اور حزب العمال ان سفارشات سے زیادہ مراعات دینے کو تیار ہیں ۔ اور وائسرائے عنقریب ایک اہم اعلان کرنے والے ہیں :

شملہ ۲۶ر جون ۔ ڈائرکٹر جنرل تار و ڈاک نے حسابات عامہ کی کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا ۔ کہ اب ملازموں میں زیادہ تخفیف ناممکن ہو گئی ہے ۔ اور اگر تجارت کی یہی حالت رہی ۔ تو کام چلانا مشکل ہو جائیگا ۔ انہوں نے اشارتاً کہا ۔ کہ پریس کے تار و اخبار والے کے پارسلوں پر محصول ڈاک بڑھانے کا امکان ہے :

پشاور ۔ ۲۸ر جون ۔ چونکہ شہر پشاور میں حالات اصلاح پذیر ہو گئے ہیں ۔ اس لئے فوجوں کی تعداد میں تخفیف کر دی گئی ہے لیکن ابھی پولیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے :

—— احمد آباد ۲۶ر جون ۔ نوجیون اور ینگ انڈیا سے دو دو ہزار کی اور نوجیون پریس سے بھی ایک ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے :

—— لاہور ۔ ۲۶ر جون ۔ آج صبح پنجاب پراونشل وار کونسل کا ایک اہم جلسہ مجلس کو خلاف قانون قرار دیئے جانے کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا ۔ کونسل نے بالاتفاق فیصلہ کیا ۔ کہ مذکورہ بالا حکم کی خلاف ورزی کی جائے ۔ اس غرض کے لئے تیس جدید وار کونسلیں مرتب کی گئیں ۔ ان وار کونسلوں کے ناموں وغیرہ کا اعلان اس وقت کیا جائیگا ۔ جب موجودہ کونسلیں گرفتار کر لی جائیںگی ۔ جب ان تیس کونسلوں کی اکثریت گرفتار کر لی گئی ۔ تو حالت پر دوبارہ غور کیا جائے گا ۔ نیز قرار پایا ۔ کہ تحریک میں اور شدت اختیار کی جائے :

—— لاہور ۔ ۲۶ر جون ۔ آج سپیشل ٹریبونل کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کی مزید سماعت ہوئی ۔ ملزموں نے عدالت میں آنے سے پھر انکار کر دیا ہے ۔ دو اسسٹنٹ جیلروں کی شہادت کے بعد ملزموں کو حاضری سے مستثنیٰ کر دیا گیا :

—— مدراس ۔ ۲۶ر جون ۔ ایلور میں سات مشہور ستیہ گرہیوں کی گرفتاری پر تین ہزار اشخاص کے ایک ہجوم نے جو لاٹھیوں سے مسلح تھا ۔ پولیس اور مجسٹریٹ کے متعدد دفعہ انتباہ کرنے کے باوجود پولیس کی جماعت پر حملہ کر دیا ۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی ۔ ہجوم میں سے ۱۴ اشخاص مجروح اور ایک ہلاک ہوا ۔ پولیس کا کوئی شخص زخمی نہیں ہوا ۔ اب صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے :

—— الہ آباد ۔ ۲۶ر جون ۔ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل آج رہا ہو گئے :

—— بمبئی ۔ ۲۵ر جون ۔ گذشتہ دوشنبہ کو ایکسچینج ہال میں بمبئی کی تجارتی ایسوسی ایشن کی فیڈریشن کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں باون تجارتی ایسوسی ایشنوں کے نمائندے موجود تھے ۔ قرار پایا ۔ کہ جدید آرڈی نینسوں کے نفاذ کے خلاف احتجاج کیا جائے ۔ اور تجارت پیشہ جماعت کو مشورہ دیا جائے ۔ کہ وہ اپنا روپیہ برٹش ایکسچینج بنکوں سے نکال لے :

—— بمبئی ۔ ۲۵ر جون ۔ ناندیر (حیدر آباد ۔ دکن) میں سکھوں اور مسلمانوں کے مابین گذشتہ سال عید کے موقعہ پر جو فساد ہوا تھا ۔ آج اس کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ۔ ایک سکھ کو سات سال اور سترہ کو ایک ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی ۔ ۴ ملزموں کو رہا کر دیا گیا ۔

وصیت نمبر ۳۲۴۶

میں محمد اسماعیل خان عرف گھوگا ولد فتو خان قوم راجپوت پیشہ رنگریزی عمر تخمیناً ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ر مئی ۱۹۳۰ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ (۱) اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے ۔ اور میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے ۔ جو کہ غیر معین ہے ۔ اور جو کہ اوسطاً ۵ روپے ماہوار ہے ۔ لہٰذا میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا ۔ (۲) اگر میری وفات کے وقت میری کوئی جائداد ثابت ہو ۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

العبد :۔ نشان انگوٹھا محمد اسماعیل خان عرف گھوگا ۔ گواہ شد :۔ بابو خان بقلم خود ۔ گواہ شد :۔ فضل الدین احمدی سکرٹری تبلیغ

—— سری نگر۔ ۲۵ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر بیواؤں کی شادی کو اپنی ریاست میں جائز قرار دینے والے ہیں۔

—— ہریانہ ضلع ہوشیارپور میں ایک شخص نے جو ایک مقدمہ میں دو ہزار کی ضمانت پر رہا تھا۔ ۲۲ جون کو چار مردوں اور تین عورتوں کو نشانہ بندوق بنایا۔ کہا جاتا ہے۔ ان اشخاص نے قاتل کی مخبری کی تھی۔ اور اسے گرفتار کرایا تھا:

—— مدراس۔ ۲۵ جون۔ کادرتم کے ڈپٹی کلکٹر نے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے ماتحت تکلی پر کاتنے کی ممانعت کا حکم جاری کر دیا ہے۔ گنٹور میں کلکٹر نے حکم جاری کر دیا ہے کہ گنٹور میونسپلٹی کی حدود میں کسی ایسے مقام پر جہاں کثرت سے پبلک کا گذر ہو۔ دو ماہ تک کوئی گاندھی کیپ نہ پہنے

—— ڈھاکہ ۲۶ جون۔ شہر میں حملہ کے اکے دکے واقعات اور لوٹ مار کی وارداتیں ابھی تک رونما ہو رہی ہیں۔ منشی گنج کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ بکرم پور کے طول و عرض میں برقی تار کاٹ ڈالے گئے:

—— رنگون۔ ۲۴ جون۔ برہما کی علیحدگی کے متعلق سائمن رپورٹ پر اہل برہما خوش ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو اس علیحدگی پر مستحق مبارکباد سمجھتے ہیں:

—— لاہور۔ ۲۷ جون۔ آج صبح نمود ہونے سے پہلے پہلے پولیس نے بال بھارت سبھا کے لنگر کیمپ کو اکھاڑ ڈالا۔ اور چھولداری برتن۔ آٹا دال وغیرہ لاری میں بھر کر لے گئی۔

—— لائلپور۔ ۲۷ جون۔ کمالیہ سے خبر آئی ہے کہ ایک تیرہ سالہ لڑکے کو تھانہ پر بم پھینکنے کی کوشش کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا:

—— امرتسر۔ ۲۸ جون۔ آدھی رات کے قریب سردار امر سنگھ جھبال ڈکٹیٹر وار کونسل کو گرفتار کر کے لاہور لیجایا گیا۔ شہر میں ہڑتال ہے۔

—— کراچی۔ ۲۸ جون۔ دو ہوا باز جو آسٹریلیا جا رہے ہیں۔ کل چار بجے شام یہاں پہونچے۔ اور آج صبح الہ آباد روانہ ہو گئے۔

—— الہ آباد۔ ۲۷ جون۔ نواب محمد یوسف وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے خلاف ہائی کورٹ کے ایک بنچ نے تین لاکھ روپیہ کی ڈگری کی۔ آپ پہلے ایک فرم کے ڈائرکٹر تھے۔ جو اب دیوالیہ ہو چکی ہے۔ یہ ڈگری اس فرم کے حساب میں سرکاری لیکویڈیٹر نے کرائی ہے۔

—— شملہ۔ ۲۶ جون۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے پروگرام کا ابھی آخری فیصلہ نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اگر کام کا زیادہ زور نہ ہوا۔ تو آخری اجلاس ۷ جولائی کو ہوگا۔ ۷ اور ۸ جولائی کو متعدد مسودات قانون پیش ہونگے۔ ۹ جولائی کو انتخاب صدر عمل میں آئیگا۔ ۱۰ و ۱۱ اور ۱۲ جولائی کو گول میز کانفرنس کے اخراجات کا مسئلہ پیش ہوگا۔

—— پشاور۔ ۲۵ جون۔ حاجی ترنگ زئی کا لشکر ان مقامات سے جن پر وہ قبضہ کئے ہوئے تھا۔ پیچھے ہٹ گیا ہے۔ اور اس کے آدمی منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں۔ آج ایک فوجی دستے نے موضع ورگئی کا محاصرہ کر کے پندرہ شورش پسندوں کو گرفتار کر لیا:

ممالک غیر کی خبریں

—— قاہرہ۔ ۲۳ جون۔ جدید وزیر اعظم صدقی پاشا اور صدر ایوان کے تنازعہ نے آج بعد دوپہر ولولہ انگیز صورت اختیار کر لی۔ صدر ایوان نے اس بات کا یقین دلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں التوائے اجلاس کے متعلق شاہی تقریر پڑھنے کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی۔ صدقی پاشا نے اجلاس کی ممانعت کر دی۔ لیکن مخالف جماعت (وفد) کے ایک سو مندوبین نے جن میں نحاس پاشا بھی شامل تھے۔ پارلیمنٹری پولیس کی امداد سے دروازے کی زنجیر توڑ ڈالی۔ اور ایوان میں داخل ہو کر پچیس منٹ تک اجلاس منعقد کیا

—— لنڈن۔ ۲۵ جون۔ نوآبادیات کی کانفرنس کے مندوبین کو ایک دعوت میں لارڈ پاسفیلڈ نے کل بتایا۔ کہ سرادک نے نوآبادیات کے مفاد کے لئے ایک لاکھ پونڈ عطا کیا ہے۔ جس کا ½ حصہ نوآبادیات کے سول ملازموں کے بچوں کی تعلیم پر صرف کیا جائیگا:

—— لنڈن۔ ۲۵ جون۔ دار العوام میں مسٹر پیکنگ کے سوال پر مسٹر ڈبلیو گراہم نے بیان کیا۔ کہ ہندوستانیوں کے مقاطعہ نے لنکا شائر کے کارخانوں پر بلاشبہ برا اثر کیا ہے۔ لیکن اس افسوسناک حالت کو دور کرنے کے لئے میں ان سے گفت و شنید کر رہا ہوں:

—— یہودیوں کی ایک انجمن نے حکومت کی خدمت میں یہ مطالبہ پیش کیا ہے۔ کہ جن عربوں کو موت کی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کو واپس لے لیا جائے۔ اور ان کی سزا کو ہلکا کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کو خدشہ ہے۔ کہ اس سے عربوں اور یہودیوں کے درمیان دائمی عناد اور دشمنی کی بنیاد پڑ جائیگی:

—— استنبول کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ حکومت ترکیہ نے ایک حکم صادر کیا ہے۔ کہ اذان دینے کے لئے وائرلیس کا استعمال کیا جائے جس میں اوقات نماز پر صرف ایک موذن کے ذریعہ سے تمام ترکی سلطنت میں خبر کر دی جائیگی۔ کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

—— لنڈن۔ ۲۴ جون۔ آج دیوان عام میں مسٹر میکڈانلڈ وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ مالٹا کی موجودہ صورت حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت نے نظام حکومت کو عارضی طور پر معطل کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلہ کی رو سے آئین سازی اور انتظام کے متعلق تمام اختیارات گورنر کو سونپ دیئے جائیں گے:

—— لنڈن۔ ۲۷ جون۔ کل بعد دوپہر کانسرویٹو اور لبرل پارٹیوں کے لیڈر وزیر اعظم برطانیہ کے پاس پہونچے۔ اور معاملات ہند کے متعلق ان کی ایک کانفرنس ہوس آف کامنز کے ایک کمرہ میں ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کانفرنس میں گول میز کانفرنس کے متعلق بات چیت ہوئی:

—— لنڈن۔ ۲۶ جون۔ کل رات سر جان سائمن نے اپنی رپورٹ کی دوسری جلد پر بذریعہ آلہ نشر الصوت تقریر کی۔ جس میں انہوں نے کہا۔ کہ عام جذبات کا اعادہ کرنے کے ہندوستانی مسئلہ کی حقیقی مشکلات کو حل کرنے کی مصیبتوں اور محنت سے بچنا بڑا آسان ہے۔ لیکن آپ نعرہ بازی کو پارلیمنٹ کے قانون میں درج نہیں کرا سکتے۔ اور دستور تو اس سے بھی زیادہ اہم چیز ہے۔ اگر اس رپورٹ سے اور کوئی فائدہ نہیں۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ آئندہ کے لئے تجاویز مرتب کرنے میں بہت کار آمد ثابت ہوگی:

—— لنڈن۔ ۲۵ جون۔ سائمن رپورٹ کی پہلی جلد ۱۷ ہزار کی تعداد میں چھاپی گئی۔ جس میں سے ۷ ہزار نسخے ہندوستان میں بھیجے گئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ دوسرا ایڈیشن چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ کیونکہ عوام میں اس کی بہت زیادہ مانگ ہے:

—— لنڈن۔ ۲۵ جون۔ سر مائیکل اوڈوائر کی رائے ہے۔ کہ سائمن رپورٹ میں دو نقص ہیں۔ اول یہ کہ محکمہ پولیس کو ایک ہندوستانی وزیر کے چارج میں رکھا جائے۔ دوسرے یہ کہ وائسرائے کو اپنی کونسل کے لئے ہم جلیس خود مقرر کرنے چاہئیں:

—— کپتان کنگز فورڈ سمتھ نے جو آسٹریلیا کے ایک مشہور و معروف ہوا باز ہیں۔ اپنے ساتھیوں سمیت بحر اوقیانوس کو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے عبور کیا:

—— بیونس ایرز۔ ۲۷ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بولیویا کی بغاوت کے دوران میں ہولناک مناظر دیکھنے میں آئے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)